منتیں پوری ہوئیں

ام عبّاس

"چاچو"۔ آواز پر منصور حیات نے آنکھیں کھول دروازے کی جانب دیکھا جہاں کھلے دروازے کے فریم میں وہ ایستادہ تھا۔ ان کو خوش گوار حیرت نے آلیا۔

"آؤ یار! تم تو ادھر کا راستہ ہی بھول گئے ہو"۔ خوشدلی سے مسکراتے وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے آہستہ قدم لیتا وہ ان تک آیا تھا۔

"اسلام و علیکم"۔ انکے پاس بیٹھتا مؤدب انداز میں سلامتی بھیجی تو ہمیشہ کی طرح منصور صاحب نے اسکی پیشانی چومی تھی۔

"و علیکم سلام۔ آج میرے بیٹے کو میری یاد کیسے آگئی؟"۔ لطیف سا طنز اسکی اتنے دنوں کی غیر حاضری پر کرتے وہ اسکا چہرہ دیکھ رہے تھے۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"میں یاد ہی رکھتا ہوں۔ البتہ آپ مجھے بھول گئے ہیں تبھی تو اپنے بیمار ہونے کا بھی نہیں بتایا"۔ چہرے پر فکر مندی کے ساتھ خفگی کے تاثرات سجائے وہ شکوہ کرتا انھیں مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"بیٹا اب اس عمر میں یہ سب تو چلتا ہی رہتا ہے۔ تم لوگ ویسے ہی بال کی کھال کھینچنے لگتے ہو۔" لہجے میں بشاشت کا عنصر پیدا کرتے وہ اسکا وجیہہ چہرہ نظروں کے حصار میں لیے نرمی سے کہہ رہے تھے۔ وہ جب بھی اسے دیکھتے تھے انھیں تیمور حیات کی موجودگی کا احساس ہوتا تھا۔

"لیکن چاچو یہ تو غلط بات ہے۔ ابھی بھی آپ کے آفس کال کی تو پتہ چلا آپ کی طبیعت کا ورنہ آپ نے تو مجھے یقیناً نہیں بتانا تھا"۔ وہ مسلسل انکے موبائل پر کال کرتا رہا تھا جو کہ آف تھا بلآخر اسے آفس نمبر پر کال کرنا پڑی تھی۔ جہاں سے پتہ چلا کہ انکا

All Rights Reserved by Novels lounge

بیپی شوٹ کرنے کے باعث ہسپتال لے کر جایا گیا ہے۔ انکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے وہ پریشان دکھائی دیتا تھا۔ سامنے بستر پر دراز شخص صرف اسکے چچا نہیں تھے اسکے اکلوتے دوست اور غمخوار بھی تھے یا پھر شاید اس کے سب کچھ۔ قسمت نے اس کے کاسہ میں محض یہی ایک رشتہ ڈالا تھا جو اس سے محبت کرتا تھا۔

"مت ہوا کرو میرے لیے اتنا پریشان بیٹا۔ اسی لیے نہیں بتایا تھا تمہیں"۔ اسکا گال تھپتھپا کر وہ محبت سے اسے ٹوک گئے جو بلیک ڈریس پینٹ پر گرے شرٹ اور ہمرنگ ٹائی پہنے، ماتھے پر بکھرے بالوں اور خوبصورت گھری چمکتی آنکھوں میں تشویش لیے انھیں اتنا پیارا لگا کہ وہ بے ساختہ اس کے چہرے سے نظریں ہٹا گئے مبادا انکی ہی نظر نہ لگ جائے۔

"اب میری چھوڑو میں تو تمہیں دیکھتے ہی بھلا چنگا ہو گیا ہوں۔ اپنی سناؤ کہاں مصروف ہوتے ہو آج کل کہ چاچو سے ملنے کا وقت بھی نہیں ملتا"۔ اسکا خود پر سے دھیان ہٹانے کو موضوع بدلتے وہ مصنوئی ناراضگی سے کہہ رہے تھے۔ وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"بس چاچو ان دنوں کام کالوڈ تھوڑا زیادہ ہے۔اور پھر اتنا تھک جاتا ہوں کہ کہیں آنے جانے کی ہمت ہی باقی نہیں رہتی"۔کہتے ہوئے وہ ان سے نگاہیں چرا گیا تھا۔وہ سر ہلا گئے۔جانتے تو تھے اسکے یہاں آنے سے گریز کی وجہ اسکی ذاتی مصروفیت نیں کچھ اور ہی ہے مگر پھر بھی جیسے دونوں ایک دوسرے کا بھرم رکھ رہے تھے۔

"اچھا بتاؤ کیا پیو گے۔میں ہانیہ سے کہتا ہوں ابھی تھوڑی دیر پہلے نماز پڑھنے گئی ہے ۔ہانیہ بیٹا" اسے کہتے ہوئے انہوں نے ساتھ ہی قدرے اونچی آواز میں ہانیہ کو پکارا تھا ۔شاہ زر کے دل کی دھڑکنیں اس نام سے منتشر ہوئی تھیں۔

"نہیں چاچو کسی چیز کی طلب نہیں ہے اس وقت۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی چائے پی کر آیا ہوں"

انکو منع کرتا وہ عذر تلاش کر گیا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"لیکن ایسے کیسے۔۔۔۔" وہ کچھ کہنا چاہ رہے تھے مگر پھر اسکی ملتجی آنکھوں کو دیکھ چپ کر گئے۔

پھر کتنی دیر وہ ان کے پاس بیٹھا ادھر ادھر کی تو کبھی حالات حاضرہ کی ہلکی پھلکی باتیں کرتا رہا تھا۔ اور اس سے باتوں میں مشغول منصور حیات کو دیکھ کر کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ کچھ دیر پہلے تک انکی حالت کس قدر غیر ہوئی تھی۔ اسکی آمد اور کمپنی ہمیشہ ہی ان پر خوشگوار اثر ڈالتی تھی۔

"ٹھیک ہے چاچو! اجازت دیں۔ اب میں چلتا ہوں"۔ کلائی پر بندھی رسٹ واچ پر نگاہ دوڑائے وہ وہ جانے کا قصد کرنے لگا تو وہ اسے ٹوک گئے۔

"ساڑھے چھ بج رہے ہیں بیٹا۔ رات کا کھانا کھا کر ہی جانا اب"۔ اسکا جواب نفی میں ہی ہو گا یہ جانتے ہوئے بھی وہ اس سے اصرار کر رہے تھے۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"نہیں چاچو! وہ تو اب گھر جا کر ہی دیر سے کھاؤں گا۔ ویسے بھی ابھی کافی ٹائم پڑا ہے اور مجھے ایک ضروری کام بھی ہے تو پھر کبھی سہی"۔ معذرت خواہانہ انداز اپناتے وہ انھیں ٹال گیا تھا۔ منصور حیات نے بڑے بوجھل دل کے ساتھ اسکو جانے کی اجازت دی تھی۔ وہیں بیٹھے ہوئے ہی وہ ان سے بغل گیر ہوا تھا۔

"اپنا خیال رکھیے گا۔ میں پھر آؤں گا انشاءاللہ۔ اللہ حافظ"۔ مسکراکر کہتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ دل ہی دل اسکی سلامتی کی دعائیں کرتے وہ اسے جاتا دیکھ گھری سانس بھرتے دوبارہ سے آنکھیں موند گئے تھے۔

ہانیہ کچن میں داخل ہوئی تو طاہرہ حیات کو غصے سے کچھ بڑبڑاتے پایا جو زور زور سے برتن سنک میں پٹخنے کے سے انداز میں دھو رہیں تھیں۔ وہ ناسمجھی سے انکے بگڑے تیور دیکھنے لگی ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ اچھی بھلی تھیں۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"کیا ہوا امی۔ کیوں اس قدر غصے میں ہیں؟"۔ انکے پاس آتی ہاتھ سے فرائی پین لیتے وہ خود دھونے لگی تو طاہرہ ایک سائیڈ پر کھڑی ہوتی کپڑے سے ہاتھ پونچھتے ہوئے جیسے پھٹ پڑیں۔

"غصّہ نہ کروں تو اور کیا کروں؟۔ اور کر بھی کیا سکتی ہوں میں۔ تمہارے ابو کو تو ویسے بھی میرا خون جلانے میں مزا آتا ہے۔ تبھی تو میرے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ اسے یہاں آنے سے روکتے نہیں ہیں۔ ارے میں پوچھتی ہوں آتا کیا ہے وہ یہاں لینے؟۔ پتہ نہیں کب جان چھوٹے گی اس ناگن کی اولاد سے ہماری"۔ غم و غصے کی شدت سے پاگل ہوتے وہ دھیمی مگر چنگاڑتی آواز میں بول رہی تھیں اور رہانیہ کو ایک لمحہ لگا تھا یہ سمجھنے میں کہ وہ کس کی بات کر رہیں ہیں۔ برتن وہیں چھوڑتے ہاتھ کپڑے سے خشک کرتی وہ انکی جانب مڑی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے امی۔ ابو کی طبیعت خراب تھی۔ ملنے چلے آئے ہوں گے۔ آپ کیوں غصّہ ہو کر اپنی حالت خراب کر رہی ہیں؟"۔ انکے شانے پر بازو دراز کرتی وہ لجاجت

http:/www.novelslounge.com
All Rights Reserved by Novels lounge

سے کہتی انھیں شانت کرنے لگی۔ تو اسے گھور کر دیکھتے انہوں نے اپنے شانے پر دھرا اسکا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"ہانیہ مت کیا کرو اپنے باپ کی طرح اسکی اتنی طرفداریاں۔ زہر لگتی ہیں تم دونوں کی اسکے لیے یہ ہمدردیاں مجھے۔ اسکے ماں باپ نے کیا کم اس خاندان کی عزت کو چاند لگائے ہیں جنکی یاد تازہ کرنے وہ یہاں آدھمکتا ہے۔" ۔وہ غصے سے ہانپ رہیں تھیں ۔گھرے سانس انکی غیر ہوتی حالت کی گواہی دے رہے تھے۔ ہانیہ نے بے بسی سے انھیں دیکھا۔

"سوری امی۔ آپ۔۔۔ آپ پلیز ریلیکس ہو جائیں۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے انکی سائیڈ لینے کی۔ میں تو صرف اس لیے کہہ رہی ہوں کہیں آپ کی طبیعت نہ بگڑ جائے " ۔انکی غیر ہوئی حالت کے پیش نظر وہ سرعت سے کہتی انھیں دونوں شانوں سے تھامتی کچن میں موجود سٹول پر بٹھاتی خود فریج میں سے پانی کی بوتل نکال کر گلاس

All Rights Reserved by Novels lounge

میں انڈیلا اور انکی جانب بڑھایا جنکے چہرے پر سخت نفرت اور بے زاری کے تاثرات سجے تھے۔

"آپ پلیز یہ پانی پی لیں"۔ ملتجی لہجے میں درخواست کی تو اسکو ایک نظر دیکھ اسکے ہاتھ سے گلاس لے کر انہوں نے ہونٹوں سے لگایا۔ہانیہ انکا تناہوا چہرہ دیکھ دل ہی دل ملال کا شکار ہوئی۔ہانیہ اور منصور حیات کی لاکھ کوششوں کے باوجود انکے دل میں پنپتی شاہ زر تیمور حیات کے لیے نفرت ختم نہ ہو سکی تھی۔وہ دل مسوس کر رہ گئی۔

اور باہر لاؤنج سے گذرتے شاہ زر حیات کے قدم انکی کاٹ دار آواز پر بے ساختہ رکے تھے اور پھر ان دونوں کے مابین ہوئی گفتگو حرف بہ حرف اسکی سماعتوں میں کسی پگھلے ہوئے سیسے کی مانند انڈیلنے ہوئی تھی۔طاہرہ حیات کی خود کے لیے نفرت کو بخوبی محسوس کرتے وہاں سے نکلتے ہوئے اس کے قدموں میں غیر محسوس انداز میں بوجھل پن در آیا تھا۔ لفظوں کی مار اور لہجوں کا قہر سہتے اس نے بچپن سے جوانی تک کا سفر طے کیا تھا۔اس میں کچھ نیا نہیں تھا مگر پھر بھی ہر بار دل کی تکلیف دوچند ہو جایا کرتی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

یونیورسٹی کے گیٹ سے گذرتے اسے سائیڈ مرر میں دکھائی دیے چہرے پر ہانیہ کا گمان ہوا تھا۔پاؤں خودبخود ہی بریک پر جا پڑا تھا۔ذرا غور کیا تو گمان حقیقت کا روپ دھار گیا تھا۔بلاشبہ وہی تھی۔۔لائم گرین قمیض،وائٹ شلوار اور سر پر ٹکا ہوا وائٹ دوپٹہ،ایک ہاتھ میں جنرل تھا جب کہ دوسرا ہاتھ کندھے پر لٹکے بیگ کی سٹریپ پر رکھا ہوا تھا۔ارد گرد متلاشی نگاہوں سے دیکھتی وہ پلٹنے لگی تھی جب اس نے گاڑی ریورس کی تھی اور اس کے پاس روکی تھی۔

"ہانیہ"۔شیشہ نیچے کیے وہ ذرا اونچی آواز میں پکارا تھا۔وہ حیران سی اپنے نام کی پکار پر پلٹی تھی۔سامنے شاہ زر کو دیکھ حیرت دوچند ہوئی تھی۔

السلام علیکم"۔کچھ سمجھ نہ آیا تو سلامتی بھیجی۔"

All Rights Reserved by Novels lounge

"وعلیکم سلام۔ آپ گاڑی کا ویٹ کر رہی ہیں؟"۔ آواز میں غیر محسوس انداز میں خوش گواریت در آئی تھی۔ اسکا حسین چہرہ دیکھ دل میں جیسے بہاروں کی آمد ہوئی تھی

۔

"جی وہ وجدان آرہا ہے لینے اسی کا ویٹ کر رہی ہوں۔ ابھی کال کی تو نمبر نہیں لگ رہا ۔سوچا باہر دیکھ لوں ہو سکتا ہے آگیا ہو"۔یوں بیچ روڈ پر یونی گیٹ کے سامنے اس سے بات کرنا آکورڈ لگ رہا تھا وہ جلد از جلد منظر سے ہٹ جانا چاہتی تھی۔

"آپ ایسا کریں اسے ایک اور بار کال کر لیں۔ ورنہ میں آپکو ڈراپ کر دیتا ہوں "۔ صلح دی گئی تھی شام گھری ہوتی جا رہی تھی۔ اسے یوں چھوڑ کر جانا مناسب نہیں لگ رہا تھا۔ اس نے سر ہلا کر بیگ میں سے سیل فون تلاشا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"ہانیہ اندر آجائیں۔ایسے اچھا نہیں لگ رہا"۔ارد گرد سے گذرتے لوگ اسے دیکھ رہے تھے۔شاہ زر کو ناگوار گزرا تھا۔اسکی طرف فرنٹ دوڑ اوپن کرتے ہوئے وہ ریکوئسٹ کر رہا تھا۔ہانیہ کو عجیب لگا تھا مگر ناچار وہ کچھ تذبذب کے بعد بیٹھ گئی تھی۔

"نمبر ناٹ ریچ ایبل آرہا ہے"۔دھیمی سی آواز میں کہتی وہ اب کشمکش کا شکار ہوئی تھی ۔وجدان کا کوئی اتہ پتہ نہ تھا اور اگر اس کے ساتھ جاتی تو طاہرہ حیات نے کہرام مچا دینا تھا۔وہ بری طرح پھنسی تھی۔موبائل سکرین کو دیکھتی وہ اپنی ہی سوچوں میں غرق تھی۔جب اسکی آواز پر چونک کر اسکی طرف دیکھا تھا جو موبائل اب کان سے لگا کر بات کر رہا تھا۔

"السلام علیکم چاچو"۔دوسری طرف منصور حیات تھے۔ہانیہ کو یک گونہ طمانیت کا احساس ہوا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"چاچو میں ہانیہ کی یونی کے آگے سے گزر رہا تھا۔وہ وجدان کا ویٹ کر رہی تھیں مگر وہ ابھی آیا نہیں ہے اور نمبر بھی نہیں لگ رہا۔ آپ اجازت دیں تو میں انہیں گھر ڈراپ کر دوں؟"۔بڑے مؤدب انداز میں وہ آہستگی سے کہہ رہا تھا۔ہانیہ اسکی آواز کے زیر و بم کو پہلی بار محسوس کر پائی تھی بلاشبہ اسکی آواز بہت مسحور کن تھی۔اسکی شخصیت کو مزید نکھارتی تھی۔

"جی ٹھیک ہے۔اللہ حافظ"۔دوسری طرف سے بات سن کر موبائل کان سے ہٹا تا وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"چاچو سے بات کر لی ہے۔اب تو ڈراپ کر سکتا ہوں ناں آپکو؟"۔اسکا لب ولہجہ سادگی لیے ہوئے تھا مگر پھر بھی ہانیہ کا چہرا مارے خفت کے سرخ پڑا تھا۔تو وہ اسکی دلی کیفیت کا راز پا گیا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

(اف اللہ تعالیٰ! کیا سوچ رہے ہوں گے یہ میرے بارے میں۔ کہ میں ان پر اتنا سا اعتبار بھی نہیں کرتی)۔

اسکا نرم دل پل بھر میں موم ہوا تھا۔ سر اثبات میں ہلایا تھا۔وہ اشارہ ملتے ہی گاڑی آگے بڑھا گیا تھا۔جب یک دم ہانیہ کی گود میں رکھا موبائل بجا تھا۔

"وجدان"۔ کہہ کر اس نے کال اٹھائی تھی۔شاہ زر کا چمکتا چہرہ یک دم تاریک ہوا تھا۔

"اسلام وعلیکم۔کہاں رہ گئے ہو"۔ جھلاہٹ سے بولی تو شاہ زر کی سماعتیں اسی آواز میں کہیں بھٹک گئیں۔

"اچھا ٹھیک ہے۔میں گھر جا رہی ہوں شاہ زر ڈراپ کر دیں گے مجھے"۔ آخر تک آتے اسکی آواز نہایت دھیمی ہو گئی تھی۔اس کے منہ سے اپنا نام سننا اسے مسرور کر گیا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"وہ اسکی گاڑی خراب ہوگئی ہے۔"موبائل گود میں رکھتے وہ بنا اسے دیکھے و مخاطب کیے بولی تھی اسکے چہرے کی رونق بحال ہوئی تھی۔خوشی سے نہال دل کے ساتھ اس نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔

"آپ کے ایگزامز ختم ہوگئے ؟"۔کچھ دیر تک خاموشی گونجتی رہی تھی پھر اسی نے ہی بات کا سلسلہ آگے بڑھایا۔

"جی! آج لاسٹ پریکٹیکل تھا"۔ کہتی وہ باہر دوڑتے درختوں پر نگاہیں جما گئی تھی۔ سر ہلا کر وہ بھی چپ ہو گیا تھا۔باقی کا پورا راستہ خموشی کی نذر ہو گیا تھا۔ان کے درمیان بھلا ایسے مراسم تھے بھی کب کہ بات چیت کی کوئی سبیل نکل پاتی۔

وہ دریا کے دو کناروں جیسے تھے ایک دوسرے سے دور، کٹے ہوئے۔دو الگ الگ دنیاؤں کے باسی۔ مگر پھر بھی نجانے کیسے ہانیہ منصور حیات اسکے دل پر قابض بن بیٹھی تھی۔وہ جانتا تھا وہ کبھی اسکا نصیب نہیں بن سکتی۔وہ تو دانستہ اسے دیکھتا تک نہ تھا

All Rights Reserved by Novels lounge

۔مگر اسے یوں کھڑا دیکھ خود کو روک بھی نہیں پایا تھا۔دل اس کی اتنی سی ہمسفری پر ہی جی اٹھا تھا۔

"منصور! آپا کتنی دفعہ کال کر چکی ہیں۔آپ پلیز اب فیصلہ کر ہی لیں انھیں کب بلانا ہے"۔چائے کا کپ انکی جانب بڑھاتے ہوئے وہ دوٹوک انداز اپناتی کہہ رہیں تھیں۔

"ارے بیگم! آپ کی آپا ہیں اس میں فیصلہ کرنے کی کونسی بات ہے۔جب چاہیں آئیں"۔چائے کا گھونٹ لیتے انہوں نے تو جیسے ناسمجھی کے سارے ریکارڈز توڑ ڈالے تھے۔طاہرہ نے انھیں شکایتی نظروں سے دیکھا تھا۔اپنا کپ وہ سامنے میز پر رکھ چکی تھیں۔

"حد کرتے ہیں آپ بھی۔اچھے سے جانتے ہیں آپا کس سلسلے میں آنا چاہتی ہیں پھر بھی انجان بن رہے ہیں۔اسی مہینے ابرار آرہا ہے امریکہ سے وہ بھی صرف پندرہ دنوں

All Rights Reserved by Novels lounge

کے لیے۔اور آپ اچھے سے جانتے ہیں آپا کا کیا مطالبہ ہے"۔خفا ہوتی وہ بولیں تواب کی بار منصور بھی یک بار سنجیدہ ہوئے۔

"اتنی جلدی بھی کیاہے تمہاری آپا کو؟"۔بے اختیار وہ کہہ بیٹھے۔بیٹی تو ہر باپ کے دل کے قریب ہوتی ہے اور ہانیہ میں تو ویسے بھی انکی جان بستی تھی۔اسکے دور جانے کی سوچ ہی دل بے کل کر دیتی تھی۔

"جلدی کہاں ہے منصور؟۔ماشاءاللہ منگنی کو دو سال ہونے کو آئے ہیں۔ہانیہ کی تعلیم مکمل ہو گئی ہے اور ابرار وہ بھی کون سا روز روز پاکستان آتا ہے"۔ٹھہرے ہوئے انداز میں وہ انھیں سمجھارہیں تھیں۔جانتی تھیں بیٹی کی رخصتی کا سوچ کر ہی وہ دل چھوڑ بیٹھتے تھے۔مگر کبھی نہ کبھی کرنی تو تھی۔

"لیکن اتنی جلدی کیسے ہو گا سب؟۔انھیں نئی فکر لاحق ہوئی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"سب ہو جائے گا۔ آپ بس بسم اللہ کریں"۔انکی نیم رضامندی پر انہوں نے خوش ہوتے کہا تھا۔ منصور کچھ نہ بولے۔چائے کا سپ لیتے سوچ میں ڈوبے رہے تھے۔

"تو پھر میں کل آپا کو آنے کا بول دوں ؟"۔انکے استفار پر وہ چونک سے گئے پھر گہرا سانس بھرتے سر اثبات میں ہلا گئے۔طاہرہ حیات مسرور سی اپنی چائے کی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔

وہ اپنے آفس کے کیبن میں بیٹھا کام میں بری طرح غرق تھا جب موبائل کی بیپ بجی ۔بے دھیانی میں سیل اٹھائے نظر جوں ہی سکرین پر جگمگاتے نام پر پڑی تو چہرے پر اک مہربان سا تبسم اُمڈ آیا۔کال ریسیو کرتے بڑے ریلیکس انداز میں کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے اس نے سلامتی بھیجی تھی۔دوسری طرف منصور حیات تھے۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"ہاں بھئی برخوردار! کہاں غائب ہو آج کل ؟"۔ سلام کا جواب دیتے وہ اپنے ازلی ہلکے پھلکے انداز میں گویا ہوئے تھے۔ شاہ ذر کے وجیہہ چہرے پر مسکراہٹ نے مستقل پڑاوڈالا ہوا تھا۔ انکے اس گلے میں بھی اپنائیت کی مہک تھی۔

"چاچو یار! بتایا تو تھا آپکو سہ ان دنوں مصروفیت زیادہ ہے۔"۔ دوستانہ لب ولہجہ اختیار کیا گیا تھا۔ وہ اسکے واحد دوست تھے۔

"بس یار بہت ہو گیا تمہاری مصروفیت کا بہانہ۔ اب تو تمہیں ٹائم نکالنا ہی پڑے گا"۔ وہ ڈرامائی انداز میں کہہ رہے تھے شاہ ذر کرسی جھلاتا محظوظ ہوا۔

"اچھا! ایسا کیا ہو گیا ہے "۔ ان سے بات کرتے اعصاب کا تناؤ رفع ہوا تھا۔

"ہانیہ کی شادی طے ہو گئی ہے۔ ٹھیک دس دن بعد کی تاریخ رکھی ہے۔"۔ وہ خوش سے کہہ رہے تھے اور انکی بات سن کر اس کے مسکراتے لب سکڑے تھے۔ یک دم وہ سیدھا ہوا تھا۔ جس چہرے پر کچھ پل قبل اک خوبصورت سی مسکان تھی وہاں اب

All Rights Reserved by Novels lounge

صرف کرب کی کیفیت رقم تھی۔ منصور حیات اور بھی بہت کچھ کہہ رہے تھے مگر اسکی سماعتیں سننے سے انکاری تھیں۔ آنکھوں کی جلن میں یک دم اضافہ ہوا تھا۔ بہت مشکل سے خود کو کمپوز کرتے وہ فون کی جانب دوبارہ متوجہ ہوا تھا۔ ذہن بری طرح منتشر ہوا تھا۔

"بہت مبارک ہو آپکو"۔ وہ نہیں جانتا تھا یہ جملہ کہنے کے لیے اس نے کہاں سے ہمت متجمع کی تھی۔

"اب تو تمہیں آنا ہی پڑے گا۔ خبر دار جو انکار کیا تو"۔ اسکی حالت سے بے خبر وہ حق جتاتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"جی میں حاضر ہو جاؤں گا"۔ بمشکل آواز کا توازن بحال رکھا تھا۔ پھر الوداعی کلمات کہتے جیسے ہی فون بند ہوا تھا۔ وہ ڈھے جانے کے سے انداز میں پیچھے ٹیک لگا گیا تھا۔ آنکھوں میں ہلکی سی نمی لاکھ نہ چاہنے کے باوجود اتر آئی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"او نہوں شاہ ذر حیات ! اتنے حیراں کیوں ہو۔ یہ تو ایک دن ہونا ہی تھا۔ وہ تمہاری تو کسی صورت نہیں ہو سکتی تھی۔ بھلے تم سونے کے ہی بن کر کیوں نہ آجاتے۔ اسکے قابل پھر بھی نہ جانے جاتے۔ اور مان لو جو تمہارا کبھی تھا ہی نہیں اس کے کھو جانے کا کیا غم ؟"۔ انتہائی اذیت سے وہ تصور میں خود سے ہی مخاطب اپنی ہی ذات کو تمسخر کا نشانہ بنا رہا تھا۔ بائیں آنکھ سے ایک آنسو لکیر بناتا اسکی کنپٹی میں کہیں معدوم ہو گیا تھا ۔ اندر کوئی دل کی بستی بسنے سے پہلے ہی اجڑ جانے پر نوحہ کناں تھا۔

دن تو جیسے پر لگا کر اڑ رہے تھے۔ آج اسکی مھندی تھی۔ جسکا سارا انتظام گھر کے بڑے سے لان میں ہی کیا گیا تھا۔ حیات ولا میں خوب رونق لگی ہوئی تھی۔ حسن کی بہار اتری ہوئی تھی تو خوشنما قہقہوں سے اک مدت کے بعد اس گھر کے در و دیوار آشنا ہوئے تھے۔ پورا خاندان اکٹھا تھا ایک ہی چھت تلے۔ لندن سے انکے بڑے تایا غفور حیات

All Rights Reserved by Novels lounge

بمع فیملی کے آن موجود تھے تو کراچی میں مقیم انکی اکلوتی پھپھو بھی اپنے بچوں کے ساتھ پہنچ چکی تھیں۔

لان کے سارے ارینجمنٹس کی ذمہ داری شاہ ذر اور وجدان کو سونپی گئی تھی۔ جسے ان دونوں نے بخوبی نبھایا بھی تھا۔ برقی قمقموں اور تازہ گیندے اور موتیے کے پھولوں کی سجاوٹ نے ماحول کو دلکش اور معطر کر دیا تھا۔ شاہذر کام میں بری طرح سے پھنسا ہوا تھا۔ منصور حیات نے اپنی آدھی سے زیادہ ذمہ داری اسکے کندھوں پر ڈال دی تھی جسے وہ بوجھل ہوئی کیفیت کے باوجود احسن طریقے سے نبھا رہا تھا ۔ وقت نے اسے اپنا زخم دل چھپانا اور اس پر متزاد مسکرانا بھی سیکھا دیا تھا۔ اور اب تو کبھی کبھی اسے خود بھی حیرت ہوتی تھی کس درجہ کمال سے اسکے تاثرات اور سا کنات اسکی دلی کیفیت و احساسات کی نفی کر رہے ہوتے تھے۔ وہ فریب گر بن چکا تھا۔ دوسروں کے ساتھ ساتھ شاید خود کو بھی دھوکہ دینا سیکھ گیا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

ابھی بھی وہ بازار سے واپس آیا تھا۔ہانیہ کے لیے فریش پھولوں کے گجرے اور دیگر پھولوں کے زیورات لانا وجدان کے سپرد تھا مگر عین وقت پر وہ اسے بول خود تیار ہونے چل دیا تھا۔ گاڑی سے اترا تو پورچ میں ہی غفور حیات کسی سے کال پر مصروف گفتگو تھے۔انکے بیوی بچے پہلے آگئے تھے جبکہ وہ آج کچھ کاروباری مصروفیات کے باعث تاخیر سے پہنچے تھے۔انھیں دیکھ وہ بھی وہیں کچھ فاصلے پر رک گیا تھا۔غفور حیات نے اک سرسری سی نگاہ اسکی جانب کی تھی پھر اسے یوں ہی نظر انداز کیے فون پر مگن رہے۔آنکھوں میں نہ تو کوئی اپنائیت جاگی تھی اور نہ ہی چہرے پر پر شفیق تاثر ابھرا تھا۔وہ سر جھکائے کھڑا رہا تھا یہاں تک کہ وہ فون بند کر چکے تھے۔

"اسلام وعلیکم"۔انھیں فرصت ملی دیکھ وہ شائستگی سے بولا تو انہوں نے سپاٹ سی نظریں اس پر ڈالیں تھیں۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"وعلیکم سلام۔ کیسے ہو؟"۔ روکھی سی آواز اور بے تاثر سا لہجہ جسکا وہ عادی ہو چلا تھا۔ نہ تو اس سے ہاتھ ملایا تھا اور نہ ہی گلے لگایا تھا۔ شاہذر کا دل چھنا کے سے ٹوٹا۔ مگر بنا آواز ٹوٹے دل کی صدا سننے کو دل سے دل کا رابطہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جو یہاں مفقود تھا۔

"الحمدللہ۔ ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں؟۔ سفر بخیر گزرا؟"۔ مؤدب سا کہتا وہ تیمور حیات کی پرچھائی لگتا تھا مگر پھر بھی حیات ولا کے مکین اسکے لیے دل کشادہ نہیں کر پائے تھے۔

"ہوں ٹھیک ہوں میں اور سفر بھی ٹھیک تھا"۔ اس پر سے نظریں ہٹائے کہہ کر اب وہ اس کے پاس سے گذرتے اندر کی طرف بڑھ رہے تھے جب اندرونی دروازے کے فریم میں کھڑے منصور حیات کو دیکھ کر لمحہ بھر کو رکے تھے۔ انکی آنکھوں میں افسوس اور چہرے پر انکے رویے کی بدولت تکلیف کے آثار تھے۔ وہ سب جان کر بھی سر جھٹکتے اندر بڑھ گئے۔

All Rights Reserved by Novels lounge

منصور حیات نے اسکی پشت کو دیکھا تھا۔ وہ لاکھ کوشش کے باوجود اسے زمانے کے سرد و گرم سے بچانے میں تو کامیاب رہے تھے مگر اپنوں کی بے حسی و سرد مہری کی سلگتی آگ میں جھلسنے سے بچا نہیں پائے تھے۔ جس کا انھیں تا عمر قلق رہنا تھا۔

وہ اسے ہوئی تکلیف سے بھی بخوبی واقف تھے اور وہی کرب وہ اسکے وجیہہ چہرے پر دیکھنے کے روادار نہیں تھے۔ تبھی خود کو نارمل کرتے اسکی جانب بڑھے تھے۔ پیچھے سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونکا تھا۔ اور جب پلٹا تھا چہرے پر سے دکھ و تکلیف کا شائبہ تک نہ تھا، ہونٹوں پر دھیمی سی مسکان جلوہ گر تھی۔ وہ محض اپنے خوبرو بھتیجے کو دیکھ کر رہ گئے۔ وہ شاہ ذر حیات ہی کیا جو اپنے غموں کا اشتہار لگاتا پھرے؟۔ اپنی اذیتوں میں کسی اور کو شراکت دار بنائے۔

"مجھے معاف کر دینا بیٹا۔ میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر پایا۔ تمہاری ماں کی دی ہوئی قربانی کی لاج بھی نہیں رکھ پایا شاہ ذر۔ نہ ہی تمہارے باپ کا مان رکھ سکا جو جاتے

All Rights Reserved by Novels lounge

ہوئے تمہیں میرے سپرد کر گیا تھا"۔انکی آواز میں رقت طاری ہوئی تھی۔اسکا مسکراتا چہرہ انھیں دوہری تکلیف سے دوچار کر گیا تھا۔

انکی بات پر اسکے لب سکڑے تھے۔سر نفی میں ہلاتے وہ تڑپ کر ان کے سینے سے لگا تھا۔

"ایسے مت کہیں چاچو!۔آپ نے بہت کچھ کیا ہے میرے لیے۔آج میں جو بھی ہوں آپ کی وجہ سے ہوں۔آپ میرا سب سے مضبوط سہارا ہیں۔یوں کہہ کر مجھے شرمندہ تو مت کریں پلیز"۔انکے کندھے پر منہ رکھے وہ محبت بھرے لہجے میں بول رہا تھا ۔منصور حیات کی آنکھوں میں نمی چمکی۔وہ خود ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا مگر انکا غم غلط کرنے کو انکی ڈھارس بڑھا رہا تھا۔انہوں نے شفقت سے اسکی پیٹ تھپکی۔آج اسکے ماں باپ ہوتے تو ایسی اولاد پر فخر کرتے۔

All Rights Reserved by Novels lounge

متلاشی نظروں سے اس نے کسی کو ڈھونڈنا چاہا تھا جو ہانیہ تک اسکا سامان پہنچا دیتا۔ مگر لیونگ ایریا تو سنسان پڑا تھا۔ سب باہر لان میں اکٹھے ہوئے تھے۔ تیز گانوں کی آواز نے اودھم مچا رکھا تھا۔

"ثنا یہ پلیز ہانیہ کو دے دیں گی؟"۔ ثمینہ پھوپھو کی چھوٹی بیٹی آتی دکھائی دی تو وہ بول اٹھا۔ وہ بس لمحہ بھر ہی رکی تھی اسکے پاس۔

"میرے خود کے جھمکے نہیں مل رہے۔ آپ خود دے آئیں"۔ وہ شاید پہلے ہی بگڑے موڈ میں تھی ناک چڑھا کر کہتی آگے بڑھ گی تو وہ جزبز ہوتا گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

(اب ایسی بھی کوئی قیامت نہیں مچی شاہذر حیات !۔ بس اس کے روم تک جانا ہے ۔اسے گجرے دینے ہیں اور غلطی سے بھی اسکی طرف نگاہ کیے بنا واپس آجانا ہے ۔)۔ سر ہلاتا وہ خود کو پٹی پڑھا رہا تھا۔ دل ابھی سے بے ایمانی پر اتر آیا تھا۔ دھڑکنیں

All Rights Reserved by Novels lounge

منتشر ہوتی چلی جارہیں تھیں اور انکی آواز اسے خود اپنے کانوں میں آتی محسوس ہو رہی تھی۔

دروازے پر دستک دے کر وہ وہیں کھڑا انتظار کرنے لگا تھا۔ مگر کوئی باہر نہیں آیا مجبوراً اسے ہی اندر جانا پڑا تھا۔ اور یہیں وہ غلطی کر بیٹھا تھا۔ کچھ دیر پہلے خود کو دیا گیان وہ خود ہی فراموش کر بیٹھا تھا۔ سامنے بیڈ پر نظر پڑی تو پھر پلٹنا بھول گئی تھی۔ سبز گھاگھرے پر ٹی پنک بلاؤز اور سبز ہی گوٹے کی کناری سے سجا دوپٹہ سر پر لیے وہ ہلکا سا میک اپ کیے آسمان سے اتری حور لگ رہی تھی۔ دونوں ہاتھوں اور پاؤں پر مہندی کے نقش و نگار انکی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہے تھے۔

گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے وہ آرام دہ سی حالت میں بیٹھی شاید مہندی سوکھنے کا ہی انتظار کر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر سرعت سے سیدھی ہوئی۔ اسکی آمد اسکے لیے بھی غیر متوقع تھی۔ آنکھوں میں حیرت اُمڈ سی آئی تھی۔ جلد ہی اپنی حیرت پر قابو پاتے اس نے اسکی طرف اک بے ریا سی مسکراہٹ لیے دیکھا تھا۔ اسے یوں ہی محو سا خود کو

All Rights Reserved by Novels lounge

دیکھتا پا کر وہ نروس ہوئی تھی تبھی نظریں چرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی تھی۔شاہ ذر جیسے ہوش میں آیا تھا۔ضدی بچے کی طرح مچلتے دل کو سرزنش کی تھی۔خود کی اس بے اختیاری پر ملامت نے آن لیا تھا۔پہلے بھی تو کتنی بار اس سے سامنا ہوا تھا مگر بھولے سے بھی کبھی اس نے اپنا راز دل اس پر عیاں نا ہونے دیا تھا تو پھر آج جب وہ کسی اور کے نام کی مھندی اپنے ہاتھوں میں سجائے بیٹھی تھی تو کیو نکر اپنا بھرم کھوتا؟۔اس پری وش کے سحر انگیز سراپے سے نظریں چراتا وہ اپنا چہرہ بے تاثر بناتا سامنے دیوار پر نظریں جما گیا۔

"یہ آپ کے گجرے دینے آیا تھا"۔ہاتھ آگے کرتا وہ بڑی مشکل سے مستحکم آواز میں کہہ پایا تھا۔اسکی بات پر ہانیہ نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور پھر اپنے مھندی لگے ہاتھوں کو۔

"آپ پلیز انہیں یہاں رکھ دیں"۔لجاحت بھری آواز میں آہستگی سے کہتی وہ آنکھوں سے بیڈ کی پائنتی کی جانب اشارہ کر رہی تھی۔اک سرسری سی نظر اس پر ڈال

All Rights Reserved by Novels lounge

وہ چلتا ہوا آیا تھا شاپر وہاں رکھ کر وہ سرعت سے پلٹا تھا اس بار اس پر نگاہ کرنے کی غلطی نہیں کی تھی۔ دروازے کے پاس جا کر وہ رکا تھا بنا پلٹے وہ بولا تھا۔

"ہانیہ"۔ اور وہ جو اسے جاتا دیکھ اسی کی جانب متوجہ تھی بمشکل اسکی مدھم آواز سن پائی تھی۔

"زندگی کا یہ نیا سفر آپکو بہت بہت مبارک ہو۔ میری دعا ہے آپ ہمیشہ خوش و آباد رہیں" بھاری ہوئی گھمبیر آواز میں کہتا وہ باہر نکلتا چلا گیا تھا اور وہ بند ہوئے دروازے کو دیکھتی رہ گئی۔

اسے باہر لان میں لا کر تازہ پھولوں سے سجے جھولے پر بٹھایا گیا تھا۔ سبھی کزنز اسکے گرد جمگھٹا سا بنائے ہوئے تھے۔ قہقہوں اور ہنسی مذاق کا دور چل رہا تھا۔ اور سب کے درمیاں وہ شرمائی سی چاند چہرہ لیے بیٹھی اسکا دل دھڑکا رہی تھی۔ دور سے اسے دیکھ کر

All Rights Reserved by Novels lounge

وہ نظریں چرا رہا تھا۔ پر دل تھا کہ آج کوئی بھی دلیل کوئی بھی اخلاقی درس سننے کو تیار نہ تھا۔ سبھی بڑوں کے چہرے خوشی سے جگمگا رہے تھے۔

طاہرہ حیات کے لبوں سے مسکراہٹ ایک پل کو جدا نہ ہوتی تھی وہ الگ بات کہ بیٹی کی جدائی کا سوچ آنکھیں بھیگ بھیگ جاتی تھیں۔ وہاں ہر فرد مگن سا تھا۔ کہنے کو وہ اس کے اپنے تھے مگر رشتے تو احساس کے ہوتے ہیں اور جہاں احساسات مر جائیں وہاں رشتہ جتنا قریبی کیوں نہ ہو تعلق ریت کی دیوار ثابت ہوتے ہیں دلوں کا فاصلہ طے ہو پانا ممکن رہتا بھی نہیں ہے۔ وہ پچھلے دو دن سے زیادہ تر حیات ولا ہی پایا گیا تھا۔ مگر صرف باہر کے ہی کام دیکھ رہا تھا۔ گھر میں بہت کم دیکھا گیا تھا۔ اس نے وہ غلطی نہیں دوہرائی تھی جو اس سے پہلے دن ہوئی تھی۔ وہ جوں ہی حیات ولا میں داخل ہوا تھا منصور حیات نے اپنی ازلی گرمجوشی سے اسکا استقبال کیا تھا۔ اس سے بغل گیر ہوتے وہ اسے لیے اندر کی جانب بڑھے تھے جب راہداری میں انھیں ایک کال آ گئی وہ کال ریسیو کرتے باہر کی طرف دوبارہ مڑ گئے تھے۔ وہ وہیں شش و پنج میں پڑا کھڑا رہ گیا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

سامنے لیونگ ایریا میں ثمینہ پھپھو، طاہرہ اور نبیلہ تائی بیٹھی نظر آرہیں تھیں۔جو کپڑے پھیلائے مگن سی اسکی آمد سے بے خبر تھیں۔وہ سوچ ہی رہا تھا کہ واپس پلٹ جائے کہ ثمینہ پھپھو کی نظر اس پر پڑی تھی وہ ناچار آگے بڑھ آیا تھا ان سب کو مشترکہ سلام کیا تھا۔ثمینہ پھر کسی حد تک لگاوٹ کا اظہار کیا کرتی تھیں وجہ اسکی تیمور حیات سے حد درجہ مشابہت تھی مگر نبیلہ تائی کا انداز جذبات سے بالکل عاری ہوتا تھا جیسے وہ کوئی اجنبی ہو۔اور طاہرہ حیات، انکی تو اس سے نفرت ہی اپنی مثال آپ تھی ۔ان کو طنز کے نشتر اسکا سینہ چھلنی کر دیا کرتے تھے۔

"اب کیا یہی کھڑے رہو گے ؟"۔حال احوال جاننے کے بعد بھی جب وہ وہیں کھڑا رہا تو طاہرہ سے برداشت نہیں ہوا۔

"وہ چاچو کا ویٹ کر رہا تھا"۔خفت کے مارے اسکی رنگت میں سرخی گھلی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"کتنی بار کہا ہے میرے سامنے مت آیا کرو۔ تمہیں دیکھ کر میرا خون کھولنے لگتا ہے ۔ مگر تم بھی بڑی ڈھیٹ مٹی کے بنے ہو ذرا جو شرم آتی ہو۔ اور آئے بھی کیوں ؟۔ آخر بے شرم ماں کے بیٹے جو ہو"۔ استہزائیہ سی ہنسی لبوں پر لیے ہوئے وہ زہر خند انداز میں اسکی عزت نفس کی دھجیاں اڑا گئیں تھیں۔ دونوں خواتین بالکل خموش ان کا چہرہ تک رہی تھیں۔ اور شاہ ذر اسکا ضبط کے مارے برا حال ہوا تھا۔

"آپ مجھے جو مرضی ہے کہہ لیں چچی مگر میری امی کے بارے میں ایک لفظ مت کہیے گا۔" آنکھیں اب بھی احترام سے جھکی ہوئی تھیں مگر آواز مدھم ہونے کے باوجود تپش لیے ہوئے تھی۔ طاہرہ حیات نے گہری نگاہ سے اس کے تنے ہوئے چہرے کو دیکھا تھا پھر طنزیہ ہنس دیں۔

"اچھا۔ تو بے شرم کو بے شرم نہ کہوں تو کیا کہوں ؟۔ کس کس کا منہ بند کرو گے۔ ایک زمانہ اسے بے شرم و بے حیا کہتا تھا۔ وہ ان تاریک گلیوں کی مکین تھی جہاں عزت دار انسان جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا"۔ وہ اب بھی اسے اپنے لفظوں کی مار مارنے سے باز

http:/www.novelslounge.com
All Rights Reserved by Novels lounge

نہیں آئی تھیں۔ بڑی رعونت سے اسے بتا رہیں تھیں انکے انداز میں تکبر بول رہا تھا جو اللہ کو سخت ناپسند تھا مگر انسان اکثر بھول جاتا ہے۔ نبیلہ تائی کے لبوں پر بھی تمسخرانہ سا ہلکا تبسم تھا۔ وہ خود کو کچھ بھی سخت کہنے سے روکتا ہوا وہاں سے نکل گیا تھا۔ اور پھر دانستہ اس نے خود کو انکی نظروں سے اوجھل کر لیا تھا۔

اب بھی وہ سب سے الگ، سب سے بہت دور کھڑا ان کے خوشی سے دمکتے چہرے دیکھ رہا تھا کسی کو اس کی کمی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ سوائے منصور حیات کے۔ وہ آئے تھے اسکے پاس اور اسے ساتھ چلنے کا کہا تھا۔ مگر وہ سر درد کا بہانہ بنا کر معذرت کرتا ان سے اجازت طلب کر رہا تھا۔ وہ چاہتے تو نہیں تھے مگر اسکا ستا ہوا چہرہ اور سرخ ہوئی آنکھیں دیکھ اسے جانے کی اجازت دے دی تھی۔ ان سے ملتا ہوا وہ دانستہ اسٹیج کی جانب دیکھنے سے گریز کرتا وہاں سے نکل آیا تھا۔

گھر واپس آکر اس نے کپڑے بدلنے کا تردد بھی نہیں کیا تھا۔ ویسے ہی بستر پر آڑھا ترچھا سا لیٹ گیا تھا۔ وجود پر عجب مژدگی سی چھائی ہوئی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

نینداں آنکھوں سے روٹھی ہوئی تھی جیسے۔ مگر پھر بھی وہ آنکھیں بند کئے پڑا رہا تھا۔

میرج ہال مہمانوں سے بھرا تھا۔ کچھ مہمان ابھی بھی آ رہے تھے۔ بارات آنے میں کچھ وقت تھا زہرہ آپا کی کال آئی تھی۔

منصور حیات، وجدان اور شاہ ذر انٹرنس پر کھڑے تھے۔ جب ایک لڑکی انکی طرف آتی دکھائی دی۔ سادہ سی جینز اور ٹاپ میں ملبوس دیکھ لگتا نہیں تھا وہ شادی اٹینڈ کرنے آئی ہو ساتھ تین چار سالہ بچہ تھا۔ اسکے ساتھ ایک اور لڑکی تھی وہ بھی سادہ سے حلیے میں تھی۔ دوسری لڑکی کے اشارہ کرنے پر وہ منصور حیات کی جانب آئی تھی۔

"اسلام و علیکم۔ انکل۔ آپ برائیڈ کے فادر ہیں؟"۔ اس غیر متوقع سوال پر وہ چونک کر اسکی طرف دیکھنے لگے تھے۔ شاہ ذر بھی ماتھے پر الجھن کی لکیریں لیے اسکی طرف متوجہ ہوا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

اور پھر منظر بدل گیا تھا۔ برائیڈل روم میں اس وقت اک ہجوم سا امڈ آیا تھا۔ حیات ولا کے سبھی بڑے وہاں جمع تھے۔ اور سب کے سب ششدر تھے جیسے انھیں سانپ سونگھ گیا ہو۔ طاہرہ حیات کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا۔ منصور حیات کے ماتھے پر پسینہ چمک رہا تھا پر چہرہ بے تاثر سا تھا۔ جب کہ ہانیہ تو بس ٹکر ٹکر اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی جو مسلسل بول رہی تھی۔ سامنے میز پر اسکا نکاح نامہ موجود تھا۔ اسکی شادی کی اور ویسے بھی عام روٹین کی کہیں تصویریں اپنے موبائل پر وہ دکھا رہی تھی۔ کچھ ویڈیوز بھی تھیں۔ انکار کی کوئی گنجائش بچی نہیں تھی۔ وہ ابرار کی فارنر بیوی تھی۔ وہ پاکستانی نژاد امریکی شہری تھی۔

"انکل! سوسوری۔ میں جانتی ہوں یہ سب آپ کے لیے تکلیف دہ ہے۔ کسی بھی باپ کے لیے شادی کے دن اس طرح کا سچ سننا مشکل ہو گا۔ مگر آپ کی بیٹی ایک بہت بڑے دھوکے سے بچ گئی ہے۔ مجھے دیر سے پتہ چلا ورنہ شاید اس کی نوبت نا آتی"۔ وہ

All Rights Reserved by Novels lounge

شرمسار سی کہہ رہی تھی۔ اسکے رکھ رکھاؤ بتا رہے تھے وہ کسی اچھے خاندانی پس منظر سے تعلق رکھتی ہے۔

"نہیں بیٹا۔ آپ کیوں معافی مانگیں۔ غلطی ہماری ہے جو بغیر جانچ پڑتال کے اسے بیٹی بیاہنے چلے تھے"۔ وہ اس سب کے دوران پہلی بار بولے تھے۔ آواز میں سختی آگئی تھی۔ سبھی اس نئی پڑی افتاد پر مضمحل سے دکھائی دیتے تھے۔

"منصور تم فون کرو زہرہ کو۔ آخر وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔ جانتے ہوئے بھی کہ بیٹا وہاں شادی کر چکا ہے پھر بھی ہماری بچی کے ساتھ اتنی زیادتی کرنے چلی تھی"۔ غفور حیات کی گرجدار آواز میں اشتعال کی چنگاریاں تھیں۔

"اپنی آپا کو کال کرو اور کہو بارات لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جتنی عزت انھیں نے ہمیں بخشی ہے بس کافی ہے مزید تماشہ کرنے کی کوشش کی تو میں ذرا برابر لحاظ نہیں کروں گا" چٹانوں سی سختی لیے وہ درشت آواز میں دبا دبا سا چلائے تھے۔ طاہرہ

All Rights Reserved by Novels lounge

حیات انکو پہلی بار اس قدر غضبناک موڈ میں دیکھ کر دہل گئیں تھیں۔ سر ہلاتی وہ خشک ہوا گلا تر کرتی لرزتے ہاتھوں سے موبائل نمبر ڈائل کرنے لگیں تھیں۔

"میں اب چلتی ہوں انکل۔ جو پریشانی کا باعث بنی اس کے لیے معذرت۔ میں اسے ایک لمحہ وقف کیے بنا چھوڑ دیتی اگر وہ میرے بیٹے کا باپ نا ہوتا۔ مگر اب میں اسے ساتھ لے کر جاؤں گی تو وہ تمام عمر پاکستان آنے کو ترسے گا۔ اور یہی سزا ہو گی اس کے لیے بھی اور اسکی فیملی کے لیے بھی۔ جو سب جان کر بھی یہ سب کرنے چلے تھے "۔ اٹل لہجے میں بولی تو منصور حیات نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"شکریہ بیٹی۔ تمہاری وجہ سے میری بیٹی بچ گئی ان کے چنگل سے "۔ اور پھر وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔

کچھ فاصلے پر طاہرہ حیات موبائل کان سے لگائے دوسری جانب سے کال پک ہونے کی منتظر تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"ہاں طاہرہ!بس نکلنے لگے ہیں۔"دوسری طرف سے زہرہ آپا کی عجلت میں ڈوبی آواز آئی۔

"کیوں آپا؟۔کیا بگاڑا تھا میں نے آپ کا جو یہ صلہ دیا ہے آپ نے۔اپنے ایک بیٹے،ایک بچے کے باپ سے میری بیٹی کی شادی کرنے چلی تھیں آپ؟"۔غم و غصے سے انکی سانسیں اتھل پتھل ہوئی جا رہی تھیں۔اور دوسری جانب یہ انکشاف سن سکتہ سا چھا گیا تھا۔

"یہ کیا۔۔۔بول رہی ہو۔۔طاہرہ۔کس نے۔۔۔یہ افواہ پھیلائی ہے؟"۔انکی لڑکھڑائی ہوئی آواز انکے جھوٹ کی چغلی کھا رہی تھی۔

"اسکی بیوی خود بچے ساتھ آئی تھی۔اور فکر مت کریں کچھ دیر میں وہاں بھی پہنچتی ہو گی۔آپ اب اپنے بیٹے کی خیر منائیں۔اور مہربانی کر کے ادھر کا رخ مت کریئے گا ۔ورنہ منصور کو روک پانا میرے بھی بس میں نہیں ہو گا اور میں اس بار انھیں روکنا

All Rights Reserved by Novels lounge

چاہوں گی بھی نہیں"۔ فون بند کرتے انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔ وہ جا کر ہانیہ کے پاس صوفے پر کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھی تھیں۔ چوٹ بھی تو وہاں سے لگی تھی جہاں سے کوئی امید نہیں تھی۔

"اب کیا ہو گا منصور؟۔ باہر مہمان بیٹھے ہیں۔ کیا جواب دیں گے سب کو؟"۔ غفور حیات اب آگے کا لائحہ عمل سوچ رہے تھے۔ منصور حیات کسی سوچ میں بری طرح غلطاں تھے۔ کوئی جواب تک نا دیا۔

"پتہ نہیں کیوں ہر بار ہمارا خاندان ہی تماشہ بن جاتا ہے"۔ نبیلہ کو متوقع چہ میگوئیاں پریشان کرنے لگی تھیں۔

طاہرہ نے بڑی آس سے انکی جانب دیکھا تھا۔ وہ اٹھ کر انکے پاس آتے انکا ہاتھ پکڑ گئیں۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"نبیلہ بھابھی آپ میری ہانیہ کو اپنالیں۔ورنہ میری بچی کی زندگی برباد ہو جائے گی ۔لوگ کب دیکھتے ہیں غلطی کس کی ہے ملبہ تو سارا لڑکی پر ہی آکر گرتا ہے۔" وہ بھیگی آنکھوں سے منت کر رہی تھیں۔اس وقت وہ صرف ایک ماں تھیں۔ نبیلہ نے ایک نظر شوہر کو دیکھا تھا اور پھر رسانیت سے انکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو طاہرہ۔میرا فہد تو ہانیہ سے بھی دو سال چھوٹا ہے۔اور باہر ملکوں کے بچے کہاں ماں باپ کی مرضی پر شادیاں کرتے ہیں"۔ مجبور نظر آتے وہ کہہ کر اپنا پلہ جھاڑ گئیں تھی منصور نے بڑے بھائی کی طرف دیکھا تھا وہ نظریں چرا گئے۔مزید کچھ بھی کہنا بے سود تھا۔ہانیہ بس چپ چاپ سب سمجھنے کی کوشش میں پھٹی پھٹی آنکھیں لیے ان سب کو دیکھ اور سن رہی تھی۔ منصور حیات نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔پھر اس کے پاس بیٹھے۔

"ہانیہ بچے!اگر میں تمہارے لیے کوئی فیصلہ کروں تو کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا تمہیں ؟"۔انکی نظروں میں کسی فیصلے پر پہنچ جانے کے بعد سکوں کی کیفیت رقم تھی۔وہ انکو

All Rights Reserved by Novels lounge

دیکھتی رہ گئی اور ذرا توقف کے بعد اس نے سر نفی میں ہلا دیا۔ منصور حیات مسکرا دیے

۔

"جیتی رہو بیٹا"۔ اسکی اس قدر فرمانبرداری نے انھیں مسرور کیا تھا۔ فخریہ نظروں سے نبیلہ اور غفور حیات کو دیکھ کر بنا کچھ کہے بھی بہت کچھ جتا دیا تھا۔ وہ شرمسار سے نظریں چرا گئے۔

اب وہ اٹھ کر طاہرہ حیات تک آئے تھے۔

"زہرہ آپا کے ہاں رشتہ دینے کی ضد تمہاری تھی۔ اور میں نے تمہاری خواہش کا مان رکھا تھا۔ اب ہانیہ کے لیے جو فیصلہ میں کروں گا وہ تم مانو گی اور اس بار میں تمہاری ایک نہیں سنوں گا" دوٹوک لہجے میں کہتے وہ باہر چلے گئے تھے۔ وہ سر جھکا گئیں کچھ بولنے لائق رہی بھی کب تھیں۔ اور پیچھے سب تحیر میں ڈوبے انکے فیصلے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔

All Rights Reserved by Novels lounge

وہ اب بھی شاک کی کیفیت میں تھا۔ جیسے بے یقینی کے زیر اثر ہو۔ یا کسی خواب میں جی رہا تھا۔ اب سے ٹھیک بیس منٹ پہلے اسکا نکاح ہوا تھا اور ہانیہ منصور اسکے پہلو میں ہانیہ شاہ ذر حیات بنی بیٹھی تھی۔ منصور حیات نے اس سے پوچھا نہیں تھا بلکہ بہت مان سے حق جتاتے ہوئے اسے بتایا تھا وہ اسکا نکاح ہانیہ سے کر رہے ہیں۔ انکار کی گنجائش نا تو نکلتی تھی اور نا ہی اسکا دل اسے اسکی اجازت دے سکتا تھا۔ وائٹ کرتا شلوار پر بلیک واس کوٹ پہن رکھا تھا جو منصور حیات نے ہی اسکے لیے بنوائے تھے۔

اس کے وجیہہ چہرے پر کھوئے کھوئے سے تاثرات تھے۔ وہ اتنی جسارت بھی نا کر سکا تھا کہ اپنے پہلو میں بیٹھی پیچ اینڈ سکائی بلیو کنٹراسٹ کے بھاری کامدار لہنگے میں سجی ہانیہ کو اک نظر دیکھ پاتا جو اب فقط اسکی تھی۔ اس کے دل میں کسی گداز جذبے نے انگڑائی نہیں لی تھی۔ وہ تو بس گھر کے بڑوں کو دیکھ رہا تھا جو مہمانوں کو نجانے کیا توجیہ

All Rights Reserved by Novels lounge

بیان کرتے مطمئین کرنے میں جتے تھے۔ دولہا بدلنے پر ہر طرف ہلکی ہلکی سرگوشیاں ہو رہی تھیں۔

وہ خالی نظروں سے سب کو دیکھ رہا تھا۔ وہ طاہرہ حیات جن کے ہونٹوں سے کل تک مسکراہٹ جدانہ ہو رہی تھی اب رنجیدہ سی جھوٹی مسکان لیے ایک طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔ جوان پارٹی جو کل اودھم مچائے ہوئے تھی ابھی اترے چہروں کے ساتھ ادھر ادھر چلتے پھرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ اور ان سب چہروں میں صرف ایک چہرہ تھا جس پر سچی خوشی اور اطمینان قلب جھلک رہا تھا وہ تھے منصور حیات۔ انکی تو جیسے کوئی دیرینہ خواہش پایہ تکمیل کو پہنچی تھی۔ وہ کسی سے بات کر رہے تھے جب اسکی نظریں خود پر جمی محسوس کر کے اسکی جانب دیکھا تھا اور پھر خوشدلی سے مسکرا دیے۔ جواب میں اک پھیکی سی مسکان نے اسکے چہرے کا طواف بھی کیا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

گاڑی ڈرائیو کرتے وہ گاہے بگاہے اس پر بھی نگاہ ڈال رہا تھا۔ جس کی سوں سوں کی آواز اور کہیں کہیں دبی دبی ہچکیاں اسے ڈسٹرب کر رہی تھیں۔ پہلے سے الجھا ذہن مزید منتشر ہونے لگا تھا رخصتی کے وقت اس کے دھواں دھار رونے سے اس نے کچھ اور ہی مطلب اخز کیا تھا اور اس وقت بھی اسکا ذہن غلط ٹریک پر ہی چل رہا تھا۔ گاڑی کی سپیڈ تھوڑی اور بڑھا کر اندر کے بڑھتے اضطراب کو کم کرنے کی سعی کی گئی تھی۔

پورچ میں آکر گاڑی رکی تھی۔ وہ سرعت سے باہر نکلا اور دوسری جانب آکر اسکی طرف کا ڈور کھولے منتظر کھڑا تھا۔ وہ چہرہ صاف کرتی اک نگاہ اسکے سپاٹ ہوئے چہرے پر ڈالتی، لہنگا سنبھالتی آہستگی سے باہر نکلی تھی۔ وہ اسکی طرف دیکھنے سے اجتناب برت رہا تھا۔ اب وہ اسکی پیروی میں آگے بڑھ رہی تھی۔ باہر پورچ میں لائٹ جل رہی تھی مگر اندر گھپ اندھیرے کا راج تھا۔ بالکل اپنے مکیں کے دل کی طرح ۔ ساتھ ساتھ لائٹس روشن کرتا ہوا وہ آگے بڑھ رہا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

اس نے ایک بار بھی پیچھے مڑ کر اسے نہیں دیکھا تھا جو بھاری کامدار لہنگے میں بمشکل بنا سہارے کے چل رہی تھی۔ نگاہیں اس گھر کے در و دیوار کو تک رہیں تھیں جو اس کے سگے تایا کا گھر تھا مگر اپنی بائیس سالہ زندگی میں وہ کبھی ادھر نہیں آئی تھی۔ سیڑھیاں چڑھتے اب وہ ایک کمرے میں داخل ہوا تھا وہ اسکی معیت میں داخل ہوئی تو اس نے دیوار پر ہاتھ مارا سارا کمرہ یک دم روشنی میں نہا گیا تھا۔ اب وہ اے سی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ کولینگ سیٹ کی گئی تھی۔

بنا اس پر نظر غلط کئے وہ انہی قدموں واپس ہو لیا تھا۔ ہانیہ نے گردن گھما کر اسکی چوڑی پشت کو دیکھا تھا۔ اب وہ ہونق سی وہاں کھڑی تھی۔ کچھ دیر اسکی واپسی کا انتظار کرتی آخر تھک کر آگے بڑھی اور بیڈ کے کنارے پر بیٹھتی چلی گئی۔ صبح سے ہوئے پے در پے واقعات ذہن کی سکرین پر کسی فلم کی مانند چل رہے تھے۔ سب کچھ اتنا اچانک اور غیر متوقع تھا کہ وہ ٹھیک سے حیراں بھی نہیں ہو پائی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

وہاں بیٹھے اسے دو گھنٹے ہونے کو آئے تھے۔ مگر وہ جو گیا تھا تو پلٹنا بھول گیا تھا۔ اور شاید وہ پلٹنے کا روادار بھی نا تھا۔ اس انتظار کو بے سود جان وہ اٹھی تھی۔ کمر تو پہلے ہی تختہ مشق بنی ہوئی تھی اب تو پورا وجود جیسے تھکن سے چور تھا۔ اوپر سے بے وقعتی کا احساس رگ وپے میں مژدگی کی لہر دوڑا گیا تھا۔ اٹھ کر سنگھار میز کے سامنے کھڑے ہوتے اس نے اپنے ہوشربا سراپے پر اک نظر دوڑائی تھی۔

بے شک وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ مسلسل رونے سے آنکھوں میں اترا گلابی پن ان نینوں کو اور بھی قاتل بنا رہا تھا۔ بے اختیار وہ سبھی جملے یاد آئے جو اسکو دیکھ کر اسکی کزنز اور فرینڈز نے ابرار کا حوالہ دے کر اسے چھیڑنے کی غرض سے کہے تھے ۔ انسان کیا سوچ کر بیٹھا ہوتا ہے اور قدرت کیا فیصلہ کیے ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ ان چند گھنٹوں میں حیات ولا کے مکینوں کو اچھے سے ہو گیا تھا۔

اپنے زیورات اتار کر اس نے احتیاط سے دوپٹے کی پنیں نکالی تھیں۔ اس سے فراغت کے بعد اس نے کمرے میں واشروم کے لیے نگاہ دوڑائی تھی۔ وہاں جا کر چہرہ اچھے سے

All Rights Reserved by Novels lounge

میک اپ سے مبرا کرتی وہ واپس آئی تھی۔ کپڑے تو تھے نہیں کہ چینج کرتی لہذا انہی کپڑوں میں ہی آکر بیڈ پر دراز ہوتے کمبل اوڑھا تھا اور سونے کے لیے آنکھیں موند لیں۔ وہ دن بھر کی ذہنی و جسمانی تھکن کا جس حد تک شکار تھی سونے کے لیے زیادہ محنت کرنی بھی نہیں پڑی تھی۔ جلد ہی نیند کی آغوش میں جاتی وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی چلی گئی۔

دور کہیں سے فجر کی اذان کی آواز آئی تو وہ جیسے ہربڑا کر کچی سی نیند سے بیدار ہوا تھا ۔ساری رات ٹیرس پر ٹہل کر گزارنے کے بعد کچھ دیر پہلے ہی وہ وہاں موجود کرسی پر نیم دراز سی حالت میں بیٹھا تھا۔ جو کچھ بھی آج ہوا تھا وہ اس کے لیے نا قابل یقین ہونے کے ساتھ ساتھ نا قابل قبول بھی تھا۔ ذہن ہزار دلیلیں دے رہا تھا جو اسکے دل پر کاری ضرب کی مانند لگ رہی تھیں۔

All Rights Reserved by Novels lounge

اگر آج جو سب کچھ ہوا وہ نا ہوتا تو کیا اسے ہانیہ حیات کے لیے قابل اعتنا سمجھا جاتا ؟۔حیات ولا کے مکین اسے داماد کے روپ میں قبول کرتے ؟۔اس کا جواب تھا نہیں ۔وہ اسے بیٹے کے روپ میں آج تک قبول نہ کر پائے تھے تو اس نئے رشتے کا کیسے اعزاز بخشتے۔بحالت مجبوری وہ کچھ کر نہیں پائے تھے مگر وہ جانتا تھا اسکی حیثیت انکے دلوں میں رتی برابر بھی تبدیل نہیں ہوئی تھی۔یہ ایک مجبوری میں لیا گیا فیصلہ تھا ۔اپنی عزت بچانے کو اٹھایا گیا قدم۔جس سے کوئی بھی دلی طور خوش نہیں تھا۔

اور ہانیہ ؟اس نے تو کبھی اس سے بات تک نہ کی تھی اب زبردستی کا شوہر بنا کر اسے اسکے سر پر مسلط کر دیا گیا تھا۔مگر یہ اسے کسی طور گوارا نہیں تھا۔وہ تو ایک عرصہ ہوا حیات خاندان کی خود سے نفرت محسوس کر کے خود کو ان سے بھی دور کر گیا تھا ۔پھر اس پر کیسے اب اجارہ داری قائم کر لیتا؟۔یہ جان کر بھی کہ اسکے دل میں اسکے لیے محسوسات تو دور کی بات ہے شاید عزت بھی نہیں ہے۔ تبھی تو پورا راستہ وہ خود پر آئی اس ناگہانی آفت پر گریہ وزاری کرتی آئی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

وہ اس سے محبت تو کرتا تھا مگر اپنی عزت نفس سے زیادہ نہیں۔ وہ اسے دھتکارے، یا بحالت مجبوری اپنے گلے میں پڑے طوق کی مانند سمجھوتہ کرے دونوں صورتیں ہی نا قابل برداشت تھیں۔ اسکے خاندان کی نظر میں ہونا ہوا اسکی اپنی نظر میں اسکی بہت عزت تھی۔ جو اسے اسکی جانب کوئی بھی پیش قدمی کرنے سے روک رہی تھی۔ جس سے محبت ہو، اسکی دھتکار سہنا بھلا آسان کب ہوتا ہے؟

وہ اٹھ کر کمرے کی جانب بڑھا تھا۔ پورا وجود اکڑن و تھکن کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اس وقت اک پر سکون نیند کی اسے اشد ضرورت تھی۔ بیڈ پر سوئے وجود کو دیکھ ایک پل کے لیے وہ ساکت ہوا تھا۔ وہ پوری طرح سے کمبل میں لپٹی آنکھوں پر ایک بازو رکھے سو رہی تھی۔

آگے بڑھ کر وارڈروب سے کپڑے نکال کر شاور لیا تھا۔ پھر واپس کمرے میں آکر نماز ادا کی تھی۔ جس کے بعد اعصاب ذرا سکون کی حالت میں آئے تھے۔ بستر کی جانب بڑھنے سے پہلے لائٹ بند کرتے زیرو بلب روشن کیا گیا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

ملگجی اندھیرے میں وہ بیڈ کی ایک جانب سکڑ کر سوئی نظر آرہی تھی۔ دوسری جانب دراز ہوتے اسکی طرف پشت کی گئی تھی۔ کمبل چونکہ اس پر تھا تو وہ بنا کمبل کے ہی پڑا رہا۔ آنکھیں بند کرتے اس نے ہر سوچ کو ذہن سے جھٹک دینا چاہا۔ کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی وادی میں اتر چکا تھا۔ سوتے ہوئے بھی بے چینی واضطراب اسکے چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھے۔

صبح نو کے قریب اسکی آنکھ کھلی تھی۔ پہلے تو غیر مانوس ماحول کو پہچاننے میں کچھ وقت لگا تھا پھر جیسے جیسے ذہن بیدار ہوا تو شعور کے دریچے بھی کھلتے چلے گئے۔ ذرا سا رخ موڑ کر کسی اور کی موجودگی کا احساس چاہا تھا۔ اور پھر نظر اس چہرے پر ٹھہر گئی تھی جو کل تک صدیوں کے فاصلے پر تھا اور آج اتنا قریب تھا کہ ہاتھ بھر کی دوری تھی۔ یہ اس کے لیے بھی انہونی ہی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

بغور اسکا چہرہ دیکھا جو چت لیٹا ہوا تھا۔ روم میں اے سی کی وجہ سے خنکی سی تھی اور وہ بنا کمبل کے پڑا تھا۔ شاید وہ موسموں سے بھی بے پرواہ ہو گیا تھا۔ اسے ہمیشہ اس سے ہمدردی رہی تھی۔ منصور حیات کی اسکے لیے محبت سے پورا حیات خاندان واقف تھا ۔ اپنے باپ کی دیکھا دیکھی وہ بھی کبھی اس سے نفرت نہیں کر سکی تھی مگر یہ بھی سچ ہے کہ ماں کی دل آزاری نا ہو اس وجہ سے کبھی اس سے کوئی تعلق واسطہ رکھنا تو درکنار بات تک نہ کی تھی۔

اور اب جب ہر کسی نے انکو برے وقت میں اکیلا چھوڑ کر اپنا پلا جھاڑ لیا تھا تو وہ سامنے آیا تھا ہاتھ تھام کر اس منجدھار سے باہر بھی نکال لایا تھا۔ جسے انہوں نے ہمیشہ ٹھکرایا ہی تھا۔ جسکی ذات کو پسپا کیا گیا۔ جسے خاندان میں قبول ہی نہیں کیا گیا۔ تو کیا یہ بھی قدرت کا انصاف نہیں تھا ان زمینی خداؤں کے لیے جو ذرا سی برتری پر دوسرے کو نیچا دکھانے میں جت جاتے ہیں؟۔

All Rights Reserved by Novels lounge

زندگی ایک دم سے طوفان کی زد میں آگئی تھی۔رات اس کا رویہ اسے باور کروا گیا تھا وہ اسے قبول نہیں کر پایا۔اور وہ جانتی تھی اس میں اسکا قصور تھا بھی نہیں۔اتنے سال جو زہر اس کے اندر قطرہ قطرہ کر کے انڈیلا گیا تھا اس کے بعد اس نے بھری محفل میں انکی لاج رکھ لی یہ بھی غنیمت تھا کجا کہ اس سے کوئی اور امید رکھنا۔

"ہانیہ بیٹا!وہ بہت اچھا ہے۔اور میرا کامل یقین ہے بیٹا وہ تمہیں بہت خوش رکھے گا۔تمھارے حوالے سے وہ ہمیشہ میری فرسٹ چوائس رہا ہے۔مگر تمہاری امی کے رویے کو دیکھ کر کبھی یہ بات زبان تک نہیں لا سکا جانتا تھا وہ کبھی رضامند نہیں ہوں گی۔اس کے ساتھ پہلے ہی بڑی زیادتی ہوئی ہے۔مزید کوئی تکلیف اسے دینے کا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔مگر اب میری بیٹی نے سمجھداری دکھائی ہے۔ہو سکتا ہے اسے کچھ وقت لگے اس رشتے کو ماننے میں مگر میری بیٹی نے سمجھ بوجھ سے کام لینا ہے۔اب اس رشتے کی ڈور تمہارے ہاتھ میں ہے بچے تمہارا حسن اخلاق اور رویہ ہی اب اسکی سمت کا تعین کرے گا۔"

All Rights Reserved by Novels lounge

نکاح کے بعد برائیڈل روم میں جب وہ اکیلی تھی تب اس کے پاس آکر منصور حیات نے یہ الفاظ کہے تھے۔اور اس نے اپنے زر تار آنچل کے پلو سے جیسے انکے لفظ لفظ کو باندھ لیا تھا۔

وہ جانتی تھی آئندہ اسکی ہمراہی میں سفر آسان نہیں ہو گا۔کچھ عرصہ تو اسے بھی نارمل ہونے میں لگے گا۔اسے خود ہی کوشش کرنی ہو گی۔ہو سکتا ہے وہ اس سے بھی بد ظن ہو؟۔اب اسے اپنے بل بوتے پر اسے اپنا بنانا تھا۔اور وہ یہ کوشش ضرور کرے گی۔وہ اسکے باپ کا انتخاب تھا جو کسی صورت غلط ہو ہی نہیں سکتا تھا۔بس اسے ذرا صبر سے کام لینا ہو گا۔

وہ فطرتاً صلح جو طبیعت کی تھی۔عاجز اور بے ضرر سی۔حالات کے مطابق خود کو جلدی ڈھال لینے والی۔کبھی ہار نا مان کر آگے بڑھنے والی۔اب اسکی یہی خصوصیات ہی اسکا اس سفر میں زادراہ ثابت ہونے والی تھیں۔

All Rights Reserved by Novels lounge

آہستگی سے اٹھ کر وہ واشروم گئی تھی۔ کچھ دیر بعد گیلے چہرے کے ساتھ باہر آئی تو اب کی بار وہ کروٹ کے بل سو رہا تھا۔ کچھ سوچ کر وہ اس تک آئی تھی اور احتیاط سے پاس پڑا کمبل اس کے لمبے چوڑے وجود پر ڈالا تھا۔

پلٹتے ہوئے بیڈ سائیڈ ٹیبل پر دھرے فوٹو فریم نے اسکی توجہ اپنی جانب کھنیچی تھی ۔بلاشبہ وہ بہت خوبصورت تھیں۔ تیمور حیات انکے دیوانے ہوئے دنیا سے ٹکرا لے گئے تھے تو اس میں کچھ مضاعقہ نہیں تھا۔ وہ تھیں ہی اس قابل کہ انھیں چاہا جاتا۔ اور اس چہرے پر سجا نور انکی معصومیت و پاکیزگی کا گواہ تھا تیمور حیات جسے وجاہت کا شاہکار کہا جاتا تھا انکے پہلو میں کھڑی وہ چاند سے روشن چہرے کے ساتھ مسکرا رہیں تھیں اور انکی چمکتی بڑی بڑی بادامی ہیبت کی آنکھیں اس مسکراہٹ کا ساتھ خوب دے رہی تھیں۔

All Rights Reserved by Novels lounge

بے اختیار اسکی نگاہ بیڈ پر سوئے وجود پر گئی تھی۔اسکی بند آنکھیں بھی تو ایسی ہی تھیں ۔ساحر سی، مقناطیسی کشش رکھنے والیں۔اس نے باقی سبھی نقوش تیمور حیات سے چرائے تھے مگر وہ آنکھیں مہر حیات کے سی تھیں۔

آرام سے وہ تصویر واپس رکھی تھی اور خود آکر صوفے پر بیٹھ گئی۔وہ ابھی تک برائیڈل ڈریس میں ملبوس تھی۔ پچھلے پندرہ گھنٹوں سے اس بھاری کامدار جوڑے کو پہننے ہوئے تھی اور اب اسے شدید الجھن ہونے لگی تھی۔ مگر ناچار اسے ابھی انتظار کرنا تھا شاہ زر کے اٹھنے کا۔کیوں کہ اسکا سوٹ کیس وہ رات گاڑی سے نکل کرلایا ہی نہیں تھا۔

مگر اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا تھا۔ آدھا گھنٹہ ہی اسے وہاں بیٹھے گزرا ہو گا جب اس کے ساکت وجود میں جنبش ہوئی تھی اور ساتھ ہی اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولی تھیں۔سامنے ہی صوفے پر بیٹھی ہانیہ کو دیکھ کر اسکی ساری نیند لمحے کے ہزارویں

http:/www.novelslounge.com
All Rights Reserved by Novels lounge

حصے میں اڑنچھو ہوئی تھی اور وہ سرعت سے اٹھ کر بیٹھا تھا۔ہانیہ جو اسے بڑی محویت سے دیکھ رہی تھی اسے یوں اٹھتا دیکھ کر جزبز ہوتی ادھر ادھر دیکھنے لگی تھی۔

ذرا توقف سے وہ اٹھا تھا،وارڈروب سے کپڑے نکال کر واشروم میں بند ہو گیا۔ہانیہ نے روہانسی ہو کر واشروم کے بند دروازے کو دیکھا تھا۔تو ابھی بھی انتظار باقی تھا۔ بیس منٹ کے بعد جب وہ باہر آیا تو اسنے تشکر کا سانس لیا تھا۔صوفے سے اٹھ کر اب وہ الفاظ ترتیب دے رہی تھی اسے مخاطب کرنے کے لیے۔وہ کوئی دبو قسم کی لڑکی ہر گز نہیں تھی بہت پر اعتماد سی تھی مگر اس وقت شدید نروس لگ رہی تھی۔ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا بال بناتا وہ آئینے میں نظر آتے اسکے عکس کو دیکھ رہا تھا جو نظریں ہاتھوں پر جمائے انگلیاں مروڑ رہی تھی۔خود پٹر پر فیوم اسپرے کرتا وہ اسکی جانب گھوما تھا۔وہ ابھی تک لہنگے میں گھوم رہی تھی اسے تعجب ہوا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"آپ نے چینج نہیں کیا ابھی تک؟"۔انکی ازدواجی زندگی کا پہلا جملہ جو ہانیہ نے اس کے منہ سے سنا تھا۔وہ چونک کر چہرہ اٹھائے اسے دیکھنے لگی جو حیرت زدہ سا استفار کر رہا تھا۔

"میرا سوٹ کیس گاڑی میں ہے"۔ ٹھہری ہوئی متوازن آواز میں جواب آیا تھا اور شاہ زر کو پہلی بار اپنی غفلت کا احساس ہوا تھا۔بے اختیار اس نے ہاتھ سے ماتھے کو چھوا تھا ۔

"آئی ایم سوری۔میرا دھیان ہی نہیں گیا اسکی طرف۔میں ابھی لے کر آتا ہوں"۔ شرمندگی سے بولتا وہ جلدی سے باہر نکل گیا تھا۔کچھ دیر بعد وہ بمع اسکے سامان کے واپس آن موجود تھا۔

"لیجئے اب آپ چینج کر لیں۔میں ناشتے کا بندوبست کرتا ہوں"۔سوٹ کیس اسکے آگے رکھتے وہ پھر سے غائب ہو گیا تھا۔اس کے جاتے ہی اس نے نیچے بیٹھ کر اپنے

All Rights Reserved by Novels lounge

سامان میں سے ایک خوبصورت سی سی گرین فراک منتخب کی تھی اور جلدی سے واشروم کی جانب دوڑ لگائی تھی۔شاور لے کر ڈریس چینج کرتی وہ مگن سی باہر آئی تھی ۔اب قدرے بہتر محسوس ہو رہا تھا۔

ٹاول اسٹینڈ پر تولیہ پھیلا کر وہ مڑی تھی۔صوفے پر ہی وہ بیٹھا موبائل پر مصروف تھا ۔اسکی جانب ایک نگاہ کر کے واپس جھکا لی گئی تھی۔کمر تک آتے کھلے نم بال اور روشن چمکتا چہرہ اس وقت کچھ اور بھی شاداب لگ رہا تھا دوپٹہ اچھے سے پھیلائے ہوئے وہ آگے بڑھی تھی۔

ناشتہ کر لیں۔منصور چاچو کی کال آئی تھی وہ لوگ آرہے ہیں کچھ دیر میں"۔کافی کا" سپ لیتا وہ سرسریی نگاہ اس پر ڈال کر پھر سے فون پر بزی ہو چکا تھا۔ہانیہ نے سر ہلا کر سامنے ٹیبل پر رکھی ٹرے کو دیکھا۔فرائی ایگ،ٹوسٹ،مایونیز اور چائے۔اسکی بھوک چمک اٹھی تھی۔کل دوپہر سے اب تک حلق سے سوائے پانی کے کچھ نا اترا تھا۔ایک نظر صوفے پر ڈالی تھی جہاں وہ بھی بیٹھا تھا۔کچھ دیر الجھن کا شکار ہوتے بلا آخر وہ

All Rights Reserved by Novels lounge

ٹرے اٹھا کر بیڈ پر آ گئی تھی۔ ٹانگیں نیچے لٹکائے ترچھی سی بیٹھتی ٹرے سامنے رکھ کر وہ ناشتے میں مشغول ہو چکی تھی۔ اس بات سی بے خبر کہ اسکے اس اقدام کو شاہ زر نے کن اکھیوں سے دیکھا تھا۔

اسے حیات ولا آئے ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا اتنے عرصے میں ثمینہ پھوپھو اور غفور تایا واپس جا چکے تھے۔ طاہرہ حیات کی چپ ابھی تک نہیں ٹوٹی تھی۔ لیکن منصور صاحب مطمئن دکھائی دیتے تھے۔ ہانیہ کے چہرے پر ڈھونڈنے سے بھی کوئی ملال نظر نہیں آتا تھا جس میں ان کے اطمینان میں اور اضافہ کر دیا تھا۔

شادی کے اگلے دن شاہ زر آفس ورک کے سلسلے میں کراچی گیا تھا اس کی ابھی تک واپسی نہیں ہوئی تھی۔ اس کا شیڈیول کیوں کہ پہلے سے طے شدہ تھا۔ اب عین وقت پر کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی تھی۔ منصور حیات سے اس نے معذرت طلب کی تھی

All Rights Reserved by Novels lounge

۔اور اس کی مجبوری کو سمجھتے ہوئے انہوں نے بھی بخوشی اسے روانگی کا عندیہ دے دیا تھا۔

اس وقت وہ لاؤنج میں بیٹھی بے دھیانی سے چینل سرچ کر رہی تھی جب منصور حیات ہائے وہاں آئے اور ساتھ والے صوفے پر براجمان ہو کر اسے آواز دی تھی۔اپنے ہی خیالوں میں مگن پہلے تو وہ چونکی انھیں دیکھ کر مسکرا دی۔

"تمہارا کونٹیکٹ ہوا شاہ زر سے ؟۔کب واپسی سے اس کی ؟"۔براہ راست اس کی جانب دیکھ کر پوچھنے لگے تو ہانیہ گڑبڑا گئی۔انہیں کیا بتاتی کہ گذرے دنوں میں اس کی ایک بار بھی سے بات نہیں ہو پائی تھی۔اس کے پاس تو ابھی تک اس کا نمبر ہی موجود نہیں تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"پتہ نہیں ابو۔ میری اس بارے میں ان سے بات نہیں ہوئی"۔ گول مول سا جواب دے کر جیسے اس نے اپنا بھرم رکھا تھا۔ منصور حیات بھی جیسے سمجھتے ہوئے زیادہ کرید نہیں رہے تھے۔

"چلو بھئی ابھی صاحبزادے کی خبر لیتے ہیں ذرا"۔ ہلکے پھلکے سے انداز میں بولتے وہ جیب سے موبائل نکالنے لگے۔

اگلے چند لمحوں میں وہ واقعی ہی اس سے بات کر رہے تھے ہانیہ کا دل تو جیسے اس کے کانوں میں دھڑک رہا تھا۔ اسے یہ بھی خدشہ تھا کہیں باتوں باتوں میں اس کے کچھ دیر پہلے بولے جھوٹ کا پول نہ کھل جائے۔ گھبراہٹ کے مارے اسے یہ بھی نہیں سنائی دیا تھا کہ دونوں کے مابین کیا بات چیت ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد جب وہ الوداعی کلمات کہتے اسکی جانب مڑے تو بڑی مشکل سے خود کو پر سکون ظاہر کرتی وہ انھیں دیکھنے لگی ۔اپنی جانب سے کوئی نئی پریشانی وہ انھیں دینے کی روادار ہرگز نہ تھی وہ بھی اس صورت میں جب انکی بے پناہ امیدیں شاہ زر سے جڑی تھیں۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"کل شام تک واپسی ہے انشااللہ"۔ سرسری سے انداز میں بتاتے وہ موبائل جیب میں رکھ رہے تھے۔ پھر سیدھے ہو کر بیٹھے۔

"ہانیہ بیٹا کسی بھی رشتے کو سمجھنے اور اسکو مضبوط کرنے میں باہمی بات چیت کا ہونا بہت ضروری ہے۔ ایک دوسرے کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو مان دینا، کبھی کبھار حق دعوے کے ساتھ ایک دوسرے کے معاملات میں چھوٹی موٹی دخل اندازی رشتوں کا حسن بڑھاتی ہے۔ اور اگر رشتہ قریبی ہو تو سامنے والے کی پہل کا ہی انتظار نہیں کرنا چاہیے ۔ تھوڑا سا جھک کے خود سے کوشش کرنے سے اگر نتائج اچھے نکلے تو گھاٹے کا سودا یہ بھی نہیں"۔ چہرے پر مہربان سی مسکان اور لفظوں میں متانت، وہ کسی مخلص دوست کی طرح اسے ڈھکے چھپے الفاظ میں بہت کچھ سمجھا رہے تھے۔ اور وہ ان لفظوں میں چھپے مفہوم کو اچھے سے سمجھتے ہوئے سر ہلا گئی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"کیا آرہا ہے ٹی وی پر ؟"۔ بہت عمدگی سے بات بدلتے اب وہ سامنے سکرین کو دیکھ رہے تھے۔ اور پھر دونوں ٹی وی کی جانب متوجہ ساتھ میں وہ ڈاکومنٹری فلم دیکھنے لگے تھے۔ ساتھ ساتھ باتوں کا سلسلہ بھی جاری وساری تھا۔

"امی میں کچھ ہیلپ کروں ؟"۔ وہ جب سے آئی تھی طاہرہ نے اسے کسی کام کو ہاتھ تک نہ لگانے دیا تھا۔ ابھی بھی وہ بور ہوتی کچن میں آئی تھی وہ شام کے کھانے کی تیاری کر رہیں تھیں۔

"نہیں بیٹا بس ہو گیا ہے۔ تم رہنے دو ویسے بھی کچھ دیر کی بات ہے پھر تو تم چلی ہی جاؤ گی" نظریں چراتے وہ بولیں تو آواز میں وہ پہلے والا رعب ودبدبہ مفقود تھا۔ ہانیہ سمجھ رہی تھی۔ پچھلے ایک ہفتے میں وہ کوئی ہزار بار اس سے معافی مانگ چکی تھیں۔ اسے

All Rights Reserved by Novels lounge

افسوس ہوا تھا انکی اس حالت پر۔ انکو دونوں شانوں سے تھام کر اپنی جانب رخ کرتے وہ انکا ہاتھ تھام چکی تھی۔

"امی پلیز اس طرح تو نہ کریں۔ آپ کو ایسے دیکھ کر مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ جو ہوا سب نصیب میں ایسے ہی ہونا لکھا تھا۔ پھر آپ کیوں خود کو اذیت دے رہی ہیں"۔ اس کی آواز رندھ گئی تھی۔ اس نے ماں کو ہمیشہ مضبوط اور سر اٹھائے ہی دیکھا تھا۔ اب یہ شکست پائی اسے کسی نشتر کی طرح لگ رہی تھی۔ طاہرہ حیات کی آنکھیں چھلک اٹھیں۔

"میرا قصور یہ ہے ہانیہ کہ میں نے زہرہ آپا پر بھروسہ کیا۔ اور انہوں نے میری بہن ہو کر بھی میری اولاد کے لیے اتنا غلط سوچا۔ چلو اگر ابرار نے چھپ چھپا کر سب کیا ہوتا تو میں مان لیتی انکی غلطی نہیں ہے۔ مگر وہ تو سب جان کر بھی تمہیں اس عذاب میں دھکیل رہیں تھیں۔ انھیں ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا۔ کیا وہ سالوں پہلے ہوئی خود کے ساتھ زیادتی کا یوں بدلہ لینا چاہ رہیں تھیں؟۔ مگر تمہیں کیوں چنا بیٹا۔ تم تو میری

All Rights Reserved by Novels lounge

بیٹی تھی ناں۔ انھیں ایک بار بھی احساس نہیں ہوا کہ انکی خاطر میں نے کیا کچھ نہیں کیا ؟۔ ہر بار منصور کے سامنے ڈٹ گئی میں۔ شاہ زر کو کبھی اپنایا تک نہیں۔ اور انہوں نے ہی مجھے یہ صلہ دیا۔"۔

ٹوٹی ہاری سی طاہرہ حیات کے دل کا غبار آج باہر نکل ہی آیا تھا۔ وہ رو رہیں تھیں اور انھیں یوں پسپا ہوئی حالت میں دیکھنا ہانیہ کے لیے مشکل ترین تھا۔ انھیں اپنے گلے لگاتے وہ انکی پشت کو سہلاتی دلاسہ دے رہی تھی۔

"بس امی پلیز روئیں تو مت۔ دیکھیں کچھ برا ہوا تو نہیں ناں۔ اللہ پاک نے وقت رہتے سب ٹھیک کر دیا"۔ مدھم آواز میں وہ انھیں سمجھا رہی تھی۔ بہت دیر بعد رو کر دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو اس سے الگ ہوتے پلو سے اپنا چہرہ صاف کیا تھا۔

"اللہ کا انصاف دیکھو ہانیہ۔ اس نے تمہارا مقدر کس کے ساتھ جوڑا۔ اب میں شاہ زر کا سامنا کس منہ سے کروں گی بیٹا۔ ساری عمر اسے بے نام و نشان ہونے کا طعنے دیتی رہی

All Rights Reserved by Novels lounge

ہوں جس نے اپنے نام کی چادر سے تمہارا کھلا سر ڈھانپا اور اب تمہارے حوالے سے جب اس کے روبرو آؤں گی تو کیا کروں گی مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا؟"۔ حد درجہ لاچاری و شرمساری کے حصار میں گھری وہ مضطرب سی دکھائی دے رہی تھیں۔

" آپ بس پر سکون ہو جائیں امی۔ وہ بہت اچھے ہیں۔ گزری کسی بات کا ذکر تک نہیں کیا انہوں نے۔ آپ۔۔۔۔ بس سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تھوڑا وقت لگے گا لیکن انشااللہ سب صحیح ہو جائے گا"۔ وہ خود نہیں جانتی تھی وہ کیا کہہ کر انھیں تسلی دے ۔انکی بات بھی تو سچ تھی کل تک جسے قدموں کی دھول سمجھ رکھا تھا آج ایک دم سے جان سے پیاری بیٹی کا شوہر بن بیٹھا تھا۔ اس ناطے اسکی عزت و تکریم بھی بڑھ گئی تھی جسے اتنے سالوں قابل عزت سرے سے گردانا ہی نہیں تھا۔ جب بھی سامنا ہوا تھا ہمیشہ ذلیل ہی کیا تھا۔ اور اب اسے ایک نئی حیثیت سے قبول کرنا ان کے لیے دوہری اذیت کا باعث تھا۔ شرمساری تھی جو کہ بڑھتی جارہی تھی۔ ندامت تھی جسکا کوئی انت نہ تھا۔ وہ دھاڑے مار مار کر رونا چاہتی تھیں مگر ہانیہ کا پریشان چہرہ انھیں اسکی

All Rights Reserved by Novels lounge

اجازت نہیں دیتا تھا۔منہ پر ہاتھ پھیر کر پھیکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسے دیکھ کر سر ہلایا تھا۔ہانیہ بھی بے دلی سے مسکرا دی۔

----------.

مغرب سے کچھ دیر پہلے ہی وہ حیات ولا میں آن موجود تھا۔ منصور حیات ہمیشہ کی طرح اسکے استقبال کے لیے پورچ میں کھڑے تھے۔ گرمجوشی سے اس سے بغل گیر ہوتے اسکا حال احوال پوچھ رہے تھے۔لاؤنج میں بیٹھے انھیں چند پل ہی گزرے تھے ۔کچن سے ہانیہ بمع کولڈ ڈرنک کے بر آمد ہوئی تھی سکائی بلیو کلر کے سادہ سے کرتا شلوار، سر پر اچھے سے جمے دوپٹے میں وہ اسکے سامنے موجود تھی۔ آہستگی سے سلام کرتی اسکی جانب ٹرے بڑھائی تھی۔ سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیتا وہ گلاس اٹھا چکا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

خود وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ منصور حیات کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔ کولڈ ڈرنک کا سپ لیتے کن اکھیوں سے شاہ زر نے اسکو دیکھا تھا۔ اسے دیکھ کر کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا وہ فقط آٹھ دن کی بیاہتا ہے۔ بنا کسی بھی آرائش و زیبائش کے وہ اسے شادی سے پہلے والی ہانیہ ہی لگ رہی تھی۔ ہاتھوں پر مھندی کے مٹے مٹے نقوش دیکھ کر پہلے سے جلا جی اور سلگ اٹھا تھا۔ یہ مہندی بھی تو کسی اور کے نام کی تھی۔

"اور اگر میری جگہ ابرار ہوتا تو۔۔۔۔"۔ بس یہی وہ سوچ تھی جس کے آگے وہ بے بس ہو جایا کرتا تھا اسکا سانس لینا دشوار ہو جایا کرتا تھا۔ لاکھ کوشش کے باوجود وہ خود کو اس زہریلی، تلخ حقیقت سے آنکھیں چرانے پر مجبور نہیں کر پاتا تھا۔ اب بھی دلگرفتہ سا ہو تا ب مشکل کولڈ ڈرنک ختم کرتے گلاس سنٹرل ٹیبل پر رکھا تھا۔ اس دوران منصور حیات سے ہلکی پھلکی گفتگو بھی رہی تھی۔ جبکہ ہانیہ بس ایک بھلی سی مسکان کے ساتھ خموش بیٹھی انھیں سن رہی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

تبھی طاہرہ حیات وہاں آئی تھیں انھیں دیکھ کر وہ ٹھٹھکا تھا اور جم تو وہ بھی اپنی جگہ اسے دیکھ کر رہ گئیں تھیں۔ اٹھ کر انھیں سلام کیا تھا۔ جس کا آہستگی سے جواب دیتے وہ وہاں سے گذر کچن کی جانب گئیں تھیں۔ منصور حیات اور ہانیہ نے بھی انکو دیکھا تھا ۔اور شاہ زر واپس بیٹھتا وہ دنگ رہ گیا تھا۔ یہ وہ طاہرہ چچی تو نہیں تھیں جنھیں وہ جانتا تھا ۔ جن کی ذات میں ایک غرور ور عونت ہوا کرتی تھی۔ جن کی آنکھیں اسے دیکھ کر شعلے برسانے لگتی تھیں توزبان سے نکلے طنز کے تیر اسکا سینہ چھلنی کر دیا کرتے تھے ۔ آج وہ نادم سی جھکی آنکھیں اور ہونٹوں کا قفل اسے بے کل کر گیا تھا۔ وقت اور حالات انسان کو کیا سے کیا بنا دیتے ہیں۔ وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ دل پر پڑا بوجھ کچھ اور سوا ہوا تھا۔ اسے کبھی اتنی تکلیف انکی نفرت سہتے نہیں ہوئی تھی جتنی آج انھیں یوں شکستہ حال دیکھ کر ہو رہی تھی۔ ماحول میں بوجھل سی خاموشی چھا گئی تھی ۔ جسے اسی کی آواز نے توڑا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"چاچو اب اجازت دیں۔بہت تھکا ہوا ہوں گھر جا کر آرام کروں گا"۔مزید وہاں بیٹھنا دشوار ہونے لگا تو وہ بول اٹھا۔منصور حیات اسے روکنا چاہتے تھے مگر اسکی حالت دیکھ کر واقعہ ہی لگتا تھا اسے آرام کی ضرورت ہے۔

"ویسے تو میں چاہ رہا تھا کھانا کھا کر ہی تم لوگ جاتے مگر تم تھکے ہوئے لگ رہے ہو اس لیے روکوں گا نہیں۔ہانیہ بیٹا جاؤ اپنی چیزیں لے آؤ"۔اسے کہتے ساتھ ہانیہ کو بھی مخاطب کیا تھا۔

"میں بیگ لے کر آتی ہوں"۔اسکی طرف دیکھ کر بنا مخاطب کیے کہتی وہ اوپر چلی گئی۔

انھیں چھوڑنے باہر منصور حیات کے ساتھ طاہرہ بھی آئیں تھیں۔ہانیہ کو گلے لگایا تھا جبکہ شاہ زر کو وہ لاکھ کوشش کے باوجود زبان سے اللّٰہ حافظ بھی نہیں کہہ پائی تھیں ۔منصور حیات نے دونوں کو خوش دلی سے مل کر رخصت کیا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"ہانیہ پلیز آپ رہنے دیں۔ میں خود کرلوں گا"۔ اسے اپنی شرٹس پریس کرتے دیکھ وہ الجھن زدہ سا اسے روک گیا۔

"لیکن کیوں ؟"۔ چہرے پر دوستانہ مسکان لیے وہ بناہاتھ روکے ایک نظر اسکے خفا سے چہرے پر ڈالتی مصروف سی بول رہی تھی۔ اس کے انداز شاہ زر کو چونکا رہے تھے (کوئی اتنی جلدی کیسے سمجھوتے کی راہ پر یوں آسانی سے چل سکتا ہے۔ شاید نہیں یقیناً انکے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہو گا اب)۔ اسے دیکھتا وہ بے زار ہوا تھا۔

"کیونکہ میں اپنے کام خود کرنے کا عادی ہوں"۔ وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہونے لگا تھا ۔ہانیہ کا ہاتھ رکا تھا سر اٹھا کر دروازے کے فریم میں کھڑے اس شخص کو دیکھا تھا جو اب اپنی اس بے رخی کے ساتھ بھی اپنا اپنا سا لگنے لگا تھا۔

"لیکن تب آپ اکیلے تھے اس لیے سب خود کرتے تھے۔ مگر اب میں موجود ہوں یہ سب کرنے کے لیے"۔ کندھے اچکا کر کہتی وہ پر اعتماد لگ رہی تھی۔ اپنے لفظوں سے

All Rights Reserved by Novels lounge

اسے بہت کچھ باور کرانا چاہ رہی تھی جس سے اب تک وہ نظریں چرا رہا تھا۔ اب بھی وہ لاجواب ہوا تھا۔ بنا کچھ کہے وہاں سے ہٹ گیا تو ہانیہ ایک گھہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

وہ پچھلے دس دن سے اسکے ساتھ رہ رہی تھی۔ اس سے بات کرنے کی کوشش کرتی تو مختصر سا جواب موصول ہوتا۔ اسکا رویہ بھی لیا دیا سا تھا۔ اسکی ہر ضرورت کا بنا کہے خیال رکھتا تھا مگر بھولے سے بھی کسی اپنائیت یا بے تکلفی کا اظہار نہیں کرتا تھا۔ گھر میں ایک ملازمہ کا بندوبست بھی کر دیا تھا۔ وہ خود سے اسکے کام کرنے کی کوشش کرتی تھی اس سے بات بھی جب کبھی کرتی تو پہل خود ہی کرتی تھی۔ مگر وہ تھا کہ اپنے خول سے باہر آنے کو تیار ہی نہیں تھا۔ وہ اسے یوں جاتا دیکھ کر دل مسوس کر رہ گئی۔

پھر جیسے ہر سوچ ذہن سے جھٹک کر وہ جلدی سے ہاتھ چلاتی اسکی شرٹس ہینگ کرتی انکی وارڈروب میں لٹکایا تھا۔ اور خود کچن کی راہ لی تھی۔ عموماً کھانا ملازمہ ہی بنایا کرتی تھی۔ مگر آج خلاف معمول شاہ زر گھر جلدی آ گیا تھا۔ تو وہ خود کچھ خاص بنانا چاہتی تھی

All Rights Reserved by Novels lounge

۔پر اسے کھانے میں پسند کیا تھا یہ بھی تو معلوم نہیں تھا۔کچھ سوچ کر منصور حیات کو کال ملائی تھی۔

"اسلام و علیکم ابو کیسے ہیں آپ؟"۔کال ریسیو ہوتے ہی وہ خوش گوار آواز میں بولی تھی۔

"وعلیکم سلام میرا بچہ۔میں الحمدللہ بالکل ٹھیک۔تم کیسی ہو؟"۔اسکی آواز میں موجود کھنک انھیں سرشار کر گئی تھی۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔ابو آپ سے ایک کام تھا۔دراصل میں آج شاہ زر کی پسند کی کوئی ڈش بنا کر انھیں سرپرائز دینے کا سوچ رہی تھی۔پر مجھے تو انکی پسند کا پتہ ہی نہیں ہے اور اگر ان سے پوچھوں گی تو سرپرائز نہیں رہے گا"۔بے چارگی سے کہتی اس نے بات اس انداز میں کی تھی کہ بھولے سے بھی منصور حیات کو انکے پیچ کے تناؤ کی

All Rights Reserved by Novels lounge

بھنک تک نہ پڑی تھی۔ بلکہ وہ تو بیٹی کو اپنی گھر گھر ہستی میں خوش دیکھ پر سکون ہو گئے تھے۔ اسکی بات پر ہلکا سا تبسم اسکے لبوں پر بکھرا۔

"تو بیٹا جی اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟ میں بتاتا ہوں نا صاحب زادے کو کھانے میں کیا پسند ہے"۔ انھیں شک بھی نہیں ہوا تھا اور اسکا کام بھی ہو گیا۔ ہانیہ نے سکھ کا سانس لیا اور یوں یہ مسئلہ بھی حل ہوا تھا کچھ دیر اور ان سے بات کرتی وہ کچن میں آئی تھی ملازمہ کو ہدایت جاری کرتی وہ چابکدستی سے کام کر رہی تھی۔

ٹیبل سجا کر ایک نظر سب دیکھ مطمئین سی وہ وہاں سی اسٹڈی روم کی طرف آئی تھی ۔ دروازہ ہلکے سے ناک کرتے ذرا سا سر اندر کیا تھا وہ آواز پر اسی جانب متوجہ تھا۔

" کھانا لگا دیا ہے۔ آجائیں"۔ کہہ کر بنا اسکے جواب کا انتظار کیے وہ الٹے قدموں واپس ہولی تھی۔ ٹھیک پانچ منٹ بعد وہ ڈائنیگ ٹیبل پر موجود تھا۔ کھانے نکالنے کو ہاتھ بڑھاتے دیکھ وہ خود اسے سرو کرنے لگی تھی۔ وہ ہونٹ بھینچ کر ہاتھ پیچھے کھینچ گیا

All Rights Reserved by Novels lounge

۔پالک گوشت اور فروٹ ٹرائفل دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔اور اسکے چہرے کے تاثرات نے ہانیہ کو مزہ دیا تھا جیسے ساری محنت وصول ہو گئی ہو۔

"آج میں نے خود کھانا بنایا ہے۔اس نے مسکرا کر جیسے خاص طور پر بتایا تھا شاہ زر نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ کھانے میں مشغول ہو گیا تھا۔ہانیہ ہاتھ روکے اسے دیکھ رہی تھی۔دل کے کسی کونے میں یہ خواہش انگڑائی لے رہی تھی شاید وہ اب تعریف کرے گا۔مگر اسے سر جھکا کر کھاتے دیکھ اسکا دل بجھا تھا۔شاہ زر نے ذرا کے ذرا اسکی جانب دیکھا تھا وہ ابھی تک ایسے ہی بیٹھی تھی۔

"آپ بھی شروع کیجئے ہانیہ "۔نرم سی آواز میں اسے کہتا وہ واپس اپنی پلیٹ پر جھک گیا تھا۔اس کے لہجے میں اسکے لیے خیال تھا مگر اپنائیت کا احساس ندارد۔ہانیہ بے دلی سے اپنی پلیٹ میں سالن نکالنے لگی تھی۔ کھانا کھا کر بنا کچھ کہے وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔اسے

All Rights Reserved by Novels lounge

یوں جاتا دیکھ اسے دکھ ہوا تھا پر اگلے ہی لمحے اس نے خود کو تسلی دی تھی۔فلحال اسکے لیے یہی کافی تھا کہ اس کے ہاتھ کا بنا کھانا اس نے اس قدر رغبت سے کھایا تھا۔

(کوئی بات نہیں جناب !دیکھتے ہیں آپ کی بے رخی کی یہ دیوار کب تک ہمارے درمیان حائل رہتی ہے ؟۔اتنی آسانی سے ہار ماننے والی تو میں بھی نہیں)۔مسکراتے ہوئے اب وہ دل جمعی سے کھانے میں مصروف ہو گئی تھی۔

صبح آفس کی تیاری کرتے وقت وہاں موجود رہتی تھی۔اس کی لاکھ نانا کے باوجود وہ اس کی تیاری میں مدد کرواتی تھیں اور وہ صرف اسے روکتا رہ جاتا۔اس وقت بھی یہی ہو رہا تھا جب اچانک ہی وہ اپنا ٹمپر لوز کر گیا۔

"اسٹاپ اٹ ہانیہ۔اٹس انف ناؤ"۔اسے اپنے شوز اٹھاتا دیکھ کر اس کے ضبط کا پیمانہ چھلک اٹھا تھا۔ہانیہ اس دہاڑ پر جہاں کی تہاں کھڑی رہ گئی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"آپ کو ایک بات کی کہی بات سمجھ کیوں نہیں آتی ؟۔ منع کر رہا ہوں نہ میں آپ کو سب کرنے سے۔اب کی بار میں آپ کو آخری بار سمجھا رہا ہوں میرا کوئی بھی کام کرنے کی آپ کو ضرورت نہیں ہے۔" سرد و سپاٹ سی آواز میں وہ بولتا اس کے ہاتھ سے جھپٹنے کے انداز میں اپنے شوز لیے تھے۔ہانیہ بے یقین نظروں سے اس کا یہ جارحانہ انداز ملاحظہ کر رہی تھی جو اس کے لئے بالکل نا آشنا تھا۔اس کی سہمی ہوئی آنکھوں میں نمی کی تہہ اتری تھی۔ جس سے نظریں چراتے وہ سرعت سے ننگے پاؤں ہی،جوتے ہاتھ میں اٹھائے باہر نکل گیا تھا۔اس کے جانے کے بعد اسکا سکتا ٹوٹا تھا جس کے ساتھ آنکھ سے ایک موتی ٹوٹ کر گال پر لڑھکتا چلا گیا۔وہ بیڈ پر بیٹھتی چلی گئی ۔آنکھوں سے آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔وہ کمزور نہیں تھی مگر اس شخص کی بے رخی اسے آہستہ آہستہ توڑ رہی تھی۔اپنے لرزتے خالی ہاتھوں کو دیکھ کر وہ بے آواز ہو رہی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

وہ صبح اسے ڈانٹ تو آیا تھا مگر اس کے بعد سارا دن اس کے اپنے ذہن اور دل پر کثافت طاری رہی تھی۔ تصور کے پردے پر بار بار دو سہمے ہوئے بے یقین سے خوبصورت نین جھلملا رہے تھے۔ اور اس کی بے سکونی کا باعث بن رہے تھے۔ پورا دن اس کا دھیان اس کی طرف لگا رہا تھا۔ رات کو گھر تھوڑا لیٹ واپس آیا پہلی بار اسے وہ اپنا انتظار کرتی کہیں دکھائی نہیں دی اسے حیرت ہوئی تھی۔ وہ بھلے اس بات کا اقرار نہیں کرتا تھا مگر یہ سچ ہے کہ وہ اس کے وجود کا عادی ہوتا جا رہا ہے۔ پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ ملازمہ نے اس سے آنے پر کھانے کا پوچھا تھا۔ یہ ذمہ داری بھی ہانیہ نے اپنے سر لے لی تھی۔ ملازمہ کو کھانا لگانے کا کہہ کر وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھ رہا تھا جب اس کی آواز میں اس کے قدموں کو جکڑ لیا۔

"صاحب جی بی بی کے لیے بھی کھانا لگاؤ"۔ اور اس سوال پر وہ چونکا تھا۔ دل کی حالت سے گھبرا کر وہ کتنی دیر سڑکوں پر بے مقصد گاڑی دوڑاتا رہا تھا۔

"انہوں نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا؟"۔ جواب میں ملازمہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"وہ تو آج صبح سے کمرے سے باہر نہیں نکلی۔ کھانے میں کیا بنانا ہے پوچھنے گئ تو کہا جو دل چاہے وہ بنالو۔ انہوں نے تو دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا"۔ وہ سادگی سے بتارہی تھی اور یہ سن کر شاہ زر کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔

"ٹھیک ہے آپ کھانا لگائے ہم دونوں ابھی آتے ہیں"۔ اپنا لہجہ نارمل رکھ کے کہہ کر وہ سیڑھیاں چڑھ گیا۔

تیز قدموں سے چلتے ہوئے وہ اپنے کمرے تک آیا تھا۔ دروازہ کھول کر جوں ہی اندر قدم رکھا سامنے صوفے پر وہ اس کو پر سکون انداز میں بیٹھی کسی کتاب کے مطالعہ میں مگن نظر آئی تھی۔ اس کے آنے کا معلوم ہونے کے باوجود میں تو اس نے سر اٹھایا تھا اور نہ ہی ہمیشہ کی طرح اس پر سلامتی بھیجی تھی۔ یعنی کہ ناراضگی کا کھلم کھلا اظہار کیا گیا تھا اور شاہ زر جو کبھی اس کی توجہ پر نالاں ہوتا تھا اب اس کی یہ اعتنائی بھی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"ہانیہ کیا تماشہ ہے؟۔ آپ کیوں جان بوجھ کر مجھے تنگ کر رہی ہیں؟۔"۔اس کے سر پر پہنچ کر وہ زچ ہوا کہہ رہا تھا۔جواب میں نا تو اس نے کی جانب نگاہ کی تھی اور نا ہی منہ سے کچھ بولا تھا۔ہنوز سر جھکائے نگاہیں اپنے ہاتھ میں پکڑی کتاب پر مرکوز کیے رہی تھی جیسے اس کے علاوہ وہاں کوئی اور موجود ہی نہ ہو۔

"میں آپ سے بات کر رہا ہوں"۔اس کی توجہ اپنی طرف نہ ہوتے دیکھ کر وہ اس کے ہاتھ سے کتاب جھپٹ چکا تھا۔جس پر ہانیہ نے حیران ہو کر نگاہ اوپر کی تھی۔ضبط کے مارے سرخ پڑے چہرے پر تنے ہوئے نقوش لیے وہ اسے گھور رہا تھا۔ایک پل کے لیے تو اس کے تاثرات دیکھتے ہوئے وہ ڈری تھی لیکن پھر اگلے ہی پل اپنے ازلی اعتماد کے ساتھ گویا ہوئی۔

"آپ کیا کیا ہے میں نے؟"۔حیراں ہوتی نا سمجھی کے عالم میں وہ بولیں تو کچھ پلوں کے لیے وہ اسے بس دیکھتا رہ گیا۔پھر خود پر قابو پاتے ایک گہرا سانس لیا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"کھانا کیوں نہیں کھایا؟"۔بڑے تحمل سے ٹھہر کر پوچھا گیا۔دھڑکتے دل پر قابو پاتے بظاہر وہ پرسکون سی اٹھی تھی۔دونوں بازو سینے پر باندھے اس کے مقابل اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی تھی۔

"میری مرضی۔جس طرح میں آپ کے کسی کام میں دخل اندازی کی مرتکب نہیں ہوسکتی بالکل اسی طرح آپ بھی میرے کسی عمل کے لئے مجھ سے بازپرس نہیں کر سکتے "۔بے خوفی سے ایک ایک لفظ آرام آرام سے ادا کرتے اپنی بات مکمل کر کے وہ اس کے پاس سے گزر کر آگے بڑھنا چاہتی تھی جب اس کے بازو کو دبوچ کر اسے واپس پہلی پوزیشن پر کھڑا کرتا وہ اپنی ساحر آنکھیں اس کے چہرے پر گاڑھ گیا تھا۔

اس کا معمول سے تیز ہوا تنفس ہانیہ کی پیشانی سے ٹکرا رہا تھا،وہ بالکل اس کے قریب کھڑا تھا یہاں تک کہ وہ اس کے لباس سے اٹھتی پرفیوم کی مہک کو بھی اپنے اردگرد حصار بناتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"تواب آپ مجھے یوں ایموشنلی بلیک میل کرے گی؟"۔شاید طنز کر رہا تھا۔اس کی آنکھوں سے پھوٹتی شعلہ بار شعاعیں اسکے چہرے پر پھیلی سرخی کا باعث بن رہی تھی ۔غصے میں اسے اس وقت اپنی پوزیشن کا بھی احساس نہیں ہوا تھا مگر ہانیہ کے لئے اسکی اس درجہ قربت پر اس وقت سانس لینا بھی دشوار ہو رہا تھا کجا کہ اسکی کسی بات کا جواب دیتی۔ نظریں آپ ہی آپ شرم کے بار سے جھکتی شرٹ کے اوپری دو کھلے بٹنوں سے جھانکتے سینے کے عین درمیان کالے تل پر اٹک گئی تھیں۔

اسے یوں خاموشی سے اپنا نچلا لب کاٹتے دیکھ کر اس کا غصہ ذرا ٹھنڈا پڑا تھا۔اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے کے انداز میں وہ اسے اپنے ساتھ لے کر نیچے آیا تھا۔اب کی بار ہانیہ نے بھی کوئی مزاحمت نہیں دکھائی تھی۔وہ چپ چاپ آرام سے اسکے ساتھ کھچی چلی آئی۔

ملازمہ کو دیکھ کر شاہ زر نے اسکا ہاتھ چھوڑا تھا جو کھانا ٹیبل پر جا کر انہیں کی آمد کی منتظر تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"ٹھیک ہے۔ آپ اب جا سکتی ہیں"۔ اسکے کہتے ہی وہ وہاں سے چلی گئی تو کچن میں جا کر سنک میں ہی ہاتھ دھو کر وہ واپس آیا تھا۔ اور ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا۔

"اب شرافت سے بیٹھ جائیں"۔ وہ ہنوز سر جھکائے اپنے ہاتھ کے ناخنوں پر انگوٹھا پھیرتے کھڑی تھی۔ اس کی آواز پر واقعہ شرافت کا مظاہرہ کرتے بیٹھ گئی۔ شاہ زر نے پہلے اس کی پلیٹ میں سالن ڈالا تھا۔

"اب خود کھانے کا تردد کریں گے یا نوالہ بنا کر بھی میں ہی کھلاؤں؟"۔ چہرے پر ہلکی سی مسکان لیے وہ کہہ رہا تھا اور یہ صبح سے لے کر اب تک اس کے چہرے پر سجی پہلی مسکان تھی۔ ہانیہ اسے دیکھتی سٹپٹا کر اپنی پلیٹ پر جھکی تھی۔ پچھلے پندرہ منٹ میں وہ جس جرات کا مظاہرہ کر چکا تھا کچھ بعید بھی نہ تھا کہ وہ اپنے کہے پر عمل کر جاتا۔ اس کے اس درجہ فرمانبرداری پر شاہ زر کو ہنسی تو بہت آئی مگر وہ ضبط کر گیا۔ کھانے کے دوران دونوں میں کسی قسم کی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔ کھانا کھا کر وہ اٹھا تھا جاتے جاتے ایک لمحے کے لیے اس کے پاس رکا جو اب برتن سمیٹ رہی تھی۔

http:/www.novelslounge.com
All Rights Reserved by Novels lounge

"فارغ ہو کر ایک کپ کافی بنا دیجئے گا۔ میں اسٹڈی روم میں ہوں" اس کی پشت کو اس نے خوشی بھری حیرت سے دیکھا تھا۔ اپنی اس پہلی کامیابی پر وہ مسرور سی جلدی ہاتھ چلانے لگی تھی۔

"بدلے بدلے میرے سرکار نظر آتے ہیں"۔ بے اختیار اس کے منہ سے نکلا تھا اور پھر اپنی اس بات پر وہ خود ہی ہنس پڑی۔ اس ہنسی کی جلترنگ نے اس گھر کے در و دیوار کو بھی مسرور کیا تھا۔ جو ایک عرصے سے خوشیوں بھری ساعتوں سے محروم رہے تھے۔

شاہ زر کا برتھ ڈے تھا۔ منصور حیات نے صبح صبح اسے کال کی تھی۔ ہانیہ کو بھی کچھ دن پہلے ہی اسکا آئی ڈی کارڈ دیکھ کر معلوم ہوا تھا۔ اور تب سے وہ بے صبری سے انتظار کر

All Rights Reserved by Novels lounge

رہی تھی اس دن کا۔ ابھی دو دن پہلے امی کے ساتھ مارکیٹ گئی تھی تو اس کے لیے رسٹ واچ بھی گفٹ کے طور پر خریدی تھی۔

وہ آج خاص اہتمام کرنا چاہ رہی تھی۔ پہلے اس نے سوچا تھا امی ابو اور وجدان کو بلا کر چھوٹی سی پارٹی ہی رکھ لے پھر خود ہی یہ ارادہ ترک کر دیا تھا نجانے اسے یہ بات اچھی لگے نا لگے۔ گومگو سی کیفیت میں بلا آخر اس نے ڈیسائڈ کیا تھا وہ خود اکیلے ہی اسے چھوٹا سا سرپرائز دے گی۔

کیک اس نے خود بیک کیا تھا۔ اس کی پسند کا ڈنر بھی خود ریڈی کرتے وہ بریانی کو دم پر ملازمہ کو ہدایت جاری کرتی خود تیار ہونے گئی تھی۔ شاہ زر کی شام میں کال آئی تھی وہ تھوڑا لیٹ آئے گا اور یہ بھی اس کے لیے اچھا ہو گیا تھا۔

پہلی بار وہ اتنے دل سے تیار ہوئی تھی۔ لائٹ سا میک اپ کیے بالوں کو سمیٹ کر ایک کندھے پر ڈالے دوسرے کندھے پر جما دوپٹہ وہ نیوی بلیو ایمبرائیڈی اکرتے اور وائٹ

All Rights Reserved by Novels lounge

کیپری میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔نیچے آکر ملازمہ کو اس کے کواٹر میں روانہ کرتے گھر کا اندرونی دروازہ بغیر لاک کے چھوڑے ٹیبل پر گلاب کی پتیوں کے درمیان سجا کیک اور ٹیبل کے اطراف دیے کی شکل کی جلتی کینڈلز ماحول کو فسوں خیر بنارہیں تھیں۔سب دیکھ کر مطمئین ہوتی وہ دروازے کے پاس چکر کاٹ رہی تھی۔

اسکی گاڑی کا مخصوص ہارن بجا تھا۔ہانیہ نے جھٹ سے لاؤنج کی لائٹس آف کی تھیں ۔اور خود موبائل کی سکرین روشن کرتی ٹیبل تک آئی تھی۔اب وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بس اسکی آمد کی منتظر تھی۔کچھ ہی پلوں میں دروازہ کھلا تھا باہر جلتی لائٹس سے روشنی کی مدھم سی لکیر اندر پڑی تھی۔گھپ اندھیرا دیکھ اسے تعجب ہوا تھا۔آگے بڑھ کر دیوار پر ہاتھ مارتے لائٹس روشن کی تھیں۔ماحول یک دم روشنی میں نہا گیا تھا اور شاہزر کی آنکھیں بھی چندھیا گئیں تھیں۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو"۔ہانیہ کی پرجوش خوبصورت سی آواز پر وہ چونکا تھا۔سامنے کا منظر دیکھ وہ ورطہ حیرت میں ڈوبا کھڑا تھا۔سجی سنوری سی ہانیہ اور یہ سب اہتمام اک

All Rights Reserved by Novels lounge

خواب جیسا ہی تو تھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ اور اس کا دل اسکے گلابی ہونٹوں میں کھلتی مسکان میں ہی کہیں ڈول کر رہ گیا تھا۔ اک ٹرانس کی سی کیفیت میں وہ آگے بڑھا تھا۔ ان پر شوق آنکھوں میں کہیں جزبے موجزن تھے۔ وہ یک دم معمول سے زیادہ روشن ہوئی آنکھیں بہت عقیدت سے اسکے صبیح چہرے کا طواف کر رہی تھیں ۔اس کی نظروں کا ارتکاز ہانیہ کے ہونٹوں پر شرمگیں سی مسکان دوڑا گیا تھا۔ اسکی آنکھیں ان کانچ سے چمکتے نینوں کی تاب نہ لاتے جھکی تھیں۔ اور یہ منظر کتنا روح پرور تھا کوئی شاہ زر حیات کے دل سے پوچھتا۔

"یہ خواب ہے تو بہت جان لیوا ہے۔ اور اگر حقیقت ہے تو انتہائی خوبصورت"۔ اسکی کھوئی کھوئی سی گھمبیر بھاری آواز اور دلکش لہجہ ہانیہ کو گلنار کر گیا تھا۔ ان عارضوں کے نیچے مومی قندیلیں روشن ہوتی انھیں اور دلکش بنا رہی تھیں۔ شاہ زر مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا۔ کتنے ہی لمحے اس طلسم کی قید میں گزرتے چلے گئے تھے۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"کیک کاٹیں؟"۔ہانیہ کو اس بولتی خاموشی سے گھبراہٹ ہوئی تھی۔بے اختیار وہ مدھم آواز میں بول اٹھی تھی اور لمحوں کا وہ فسوں چھناک سے ٹوٹا تھا۔شاہ زر جیسے کسی خواب کی سی کیفیت سے بیدار ہوا تھا وہ چونک کر اسکے چہرے پر سے نظریں ہٹا گیا۔چہرے پر کچھ دیر پہلے کی نرمی تلخی میں بدل گئی تھی۔

"یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔مجھے عادت نہیں ہے ان سب چونچلوں کی "۔اسکی آواز یکلخت سپاٹ و سرد سی ہوئی تھی۔ہانیہ اسکے بدلے انداز و آواز پر پریشان سی اسے تکنے لگی۔

"میں۔۔۔میں تو بس ایسے ہی"۔اس کے انداز کی قطعیت سے گھبرا کر وہ منمنائی۔

"تھنکس آپ نے اتنا سب کیا۔پر آئندہ کچھ بھی کرنے کا تردد مت کریے گا"۔اس کے دلکش سجے سنورے سراپے پر سے نظریں ہٹا تا وہ دل کے اندر مچلتے فطری

All Rights Reserved by Novels lounge

جذبات کے شور سے گھبراتا ہوا دوٹوک انداز میں بول رہا تھا ہانیہ کو خفت نے آن گھیرا

۔

"میں کھانا کھا کر آیا ہوں۔ آپ کھا لیجئے گا۔ میرا سر درد کر رہا ہے آرام کروں گا۔ پلیز ڈسٹرب مت کریے گا"۔ روکھے سے لہجے میں بولتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا زینے چڑھتا چلا گیا۔

پیچھے ہانیہ حیرت و صدمے کے ملے جلے احساسات کے زیر اثر اسے گردن موڑ کر دیکھتی رہ گئی تھی۔ وہ جب بھی اس کی جانب ایک قدم بڑھاتی تھی وہ دس قدم کی مزید دوری بڑھا لیتا تھا۔ اور یہ کھیل اب اسے تھکا تا ہوا پسپا کرتا جا رہا تھا۔ سامنے سجی ٹیبل اپنی بے وقعتی پر ویسے کی ویسی سجی رہ گئی تھیں ان کینڈلس کی مدھم پڑتی روشنی بھی افسردہ سی معلوم ہوتی تھی۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

All Rights Reserved by Novels lounge

اس سہ پہر اچانک ہی موسم خوش گوار ھو گیا تھا۔کالے بادلوں نے نیلے آسمان پر ڈیرے جمائے تھے۔وہ بھی معمول کی نسبت جلدی آفس سے واپس آگیا تھا۔گھر میں گونجتی ہانیہ کی پر مسرت ہنسی نے اسکا استقبال کیا تھا۔لاؤنج میں براجمان وجدان کو دیکھ کر اس خوشی کی وجہ بھی معلوم ھوگئی تھی۔اسے آتا دیکھ وجدان اٹھا تھا۔ہانیہ کے مسکراتے لب بھی سمٹ گئے تھے۔شاہ زر کی نگاہیں اسی کے چہرے پر تھیں ۔انسانی فطرت ہے جب دل پر بدگمانی کی تہہ جمی ھو تو سامنے والے کی عام سی باتوں کو بھی خاص رنگ دے دیا جاتا ہے۔

"اسلام و علیکم شاہ زر بھائی"۔کچھ جھجک کر اس وجدان خجل سا مسکراتا ہوا بولا تھا۔اسے نہیں یاد پڑتا تھا اپنی پوری زندگی میں کبھی اس سے بنا کام کے دوستانہ انداز میں نارمل کزنز کی طرح بات کی ھو اب ایک دم سے اتنی عزت دینا عجیب بھی لگ رہا تھا اور اسکی حالت آکورڈ بھی ھو رہی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"وعلیکم سلام۔کیسے ھو؟۔اور آج ادھر کا راستہ کیسے بھول گئے؟"۔ مسکرا کر اس سے بغل گیر ہوتے اسکی حالت سمجھتے ہوئے وہ پہل کر رہا تھا۔وجدان کے ساتھ ساتھ ہانیہ کو بھی ڈھارس ہوئی تھی۔وہ اٹھ کر کچن کی طرف گئی تھی۔کم از کم اس کے گھر والوں کے سامنے تو وہ اسکا مان رکھ رہا تھا۔

"میں ہانیہ آپی سے ملنے آیا تھا"۔پر اعتماد شوخ سا وجدان اس وقت نروس سا دکھائی دے رہا تھا۔

"تو یار منمنا کیوں رہے ھو۔ڈنکے کی چوٹ پر کہو تمہاری ہانیہ آپی کا گھر ہے جب چاہے آؤ"۔اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ دوستانہ لہجہ اپنائے ہوئے تھا۔اس کے لیے پانی لاتی ہانیہ کے لیے اسکا یہ بے تکلفانہ انداز بڑا خوش آئند تھا۔

"بیٹھو"۔ہانیہ کے ہاتھ سے پانی لیتے وہ اسے بھی بیٹھنے کا اشارہ کر رہا تھا۔گلاس واپس اسکی پکڑاتے وہ اٹھا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"میں چینج کر کے آتا ہوں"۔ مسکرا کر وجدان کو دیکھتا وہ اوپر کی جانب جاتی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔وہ دونوں واپس نشست سنبھال چکے تھے۔

"اف۔میں ویسے ہی شاہ زر بھائی سے اتنا کترا رہا تھا۔اتنے نائیس سے تو ہیں"۔وجدان اسکے جانے کے بعد گھہرا سانس لیتا مسکرا کر بولا تھا۔

"میں نے کہا بھی تھا تم نے ویسے ہی انھیں ہوا بنایا ہوا تھا"۔ سر جھٹک کر ہانیہ نے اسکا مذاق اڑایا تھا۔

"ہاں تو میری کون سی اتنی واقفیت ہے ان سے۔ کبھی مسکراتے تک تو دیکھا نہیں ہے ۔مجھے لگا روڈ سے ہوں گے۔"اب وہ کھلے دل تبصرہ کر رہا تھا۔

کچھ دیر میں شاہ زر بھی کپڑے چینج کرتا واپس آگیا تھا۔وہ دونوں موسم سے لطف اندوز ہونے باہر لان میں چلے گئے تو ہانیہ نے موسم کی مناسبت سے پہلے سے تیار کیا

All Rights Reserved by Novels lounge

پکوڑوں کا سامان فریج سے نکالا تھا۔ پکوڑے فرائی کرتی ساتھ وہ چائے کا پانی چڑھا چکی تھی۔

کچھ دیر بعد باہر لان میں ہی ان تینوں نے چائے کے ساتھ پکوڑے انجوائے کیے تھے اس بیچ وجدان کی ہچکچاہٹ بھی دور ہو گئی تھی۔ اب وہ اپنے موڈ میں آ گیا تھا۔

"ہانیہ آپی آپ کی شادی کے بعد میری تو موجیں ہو گئی ہیں۔ میری ایک دم سے ویلیو بڑھ گئی ہے۔ وہ گھر جہاں ہانیہ ہانیہ کی آوازیں گونجا کرتی تھیں اب وہاں وجدان کے نام کی صدائیں سنائی دیتی ہیں۔ قسم سے بڑا مزہ آتا ہے۔ میرے بس میں ہوتا نا تو تمہاری شادی بچپن میں ہی کرا دیتا" وجدان چائے کا سپ لیتا ساتھ پھلجڑی بھی چھوڑ رہا تھا۔ ہانیہ اسکی لافزنی پر شاہ زر کے سامنے خفت کا شکار ہوتی اسے گھور گئی۔ جو اسکی باتوں سے لطف اٹھاتا چائے کی چسکیاں لیتے مسکرا رہا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"تم تو ھو ہی جل ککڑے۔ امی ابو مجھ سے زیادہ پیار کرتے ہیں اس لیے تمہیں تکلیف ہوتی ہے" اپنی حجاجت مٹانے کو وہ دوبدو بولی تھی۔ شاہ زر حیرت و خوشی سے انکی آپسی نوک جھونک سن رہا تھا۔ یہ سب اس کے لیے نیا تھا۔ اور ہانیہ کا یہ ڈنکے کی چوٹ پر جواب دینے والا انداز دلچسپ۔

"پتہ ہے آپی سب کہتے ہیں میں تم پر گیا ہوں"۔ اس نے بھی فوری حساب چکتا کیا تھا مزید کوئی جواب دینے کے بجائے ہانیہ نے اسے گھورنے پر اکتفا کرتے چائے کے کپ ٹرے میں رکھے تھے اور اندر کی جانب بڑھ گئی۔

جب وہ واپس آئی تو وہ دونوں پورچ میں کھڑے تھے۔ موسلا دھار بارش چھم چھم زمین کو سیراب کرتی جا رہی تھی۔ وہ چہرے پر خوشی کے رنگ لیے مبہوت سی باہر دیکھ رہی تھی۔ برستی بارشوں کی تو وہ دیوانی تھی۔ وجدان کے پاس آکر وہ کھڑی ہوئی تو اس نے شرارت سے اسکو ٹہوکا مارا تھا۔ ہانیہ نے اسکو دیکھا تھا وہ آنکھوں میں اسے کوئی اشارہ

All Rights Reserved by Novels lounge

کر رہا تھا ہانیہ خفیف سا مسکراتی نفی میں گردن ہلا گئی۔شاہ زر نے کن اکھیوں سے یہ سب دیکھ کر بھی بے خبری کا تاثر برقرار رکھا تھا۔

"پتہ ہے شاہ زر بھائی! ہانیہ آپی بارش کی دیوانی ہیں۔جب کبھی بھی گرمیوں کی بارش برستی ہے تو گھر میں ایسا کوئی نہیں بچتا جسے کھینچ کر یہ لان میں نہ لے کر جائیں حتی کہ امی بھی نہیں بچ پاتی"۔وجدان مسکراتے ہوئے شریر لہجے میں اسے بتا رہا تھا اور ہانیہ دل ہی دل اسے کوس کر رہ گئی۔

(گھامڑ کہیں کا۔آج ہی سارے راز کھول کر جائے گا)۔اس نے ترچھی نگاہ سے شاہ زر کا چہرہ دیکھا تھا جو مسکرا تو رہا تھا مگر اسے ہمیشہ کی طرح بے تاثر لگا۔ابھی کچھ دن پہلے ہی تو آفس سے آتے وہ بارش میں بھیگ گیا تھا اور کس قدر کوفت زدہ سا گھر واپس آتے ہی کپڑے چینج کرتے کس حد تک جھنجھلاہٹ کا شکار ہوا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"وہ سب بچپنے کی باتیں تھی وجدان۔ تم بھی کیا لے کر بیٹھ گئے ھو"۔ کہہ کر اس نے موضوع بدلنا چاہا۔

"واہ آپی یعنی کہ دو ماہ پہلے تک تمہارا بچپن کا پیریڈ چل رہا تھا اور اب شادی کے بعد یک دم تم بڑی ھو گئی ھو"۔ شرارت سے بولتے وہ اس پر ہنسا تھا۔ شاہ زر بس ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"شادی کے بعد انسان بدل جاتا ہے۔ پہلے والا نہیں رہتا۔ خیر چھوڑو تم نہیں سمجھو گے ۔وہ کیا کہتے ہیں بندر کیا جانے ادرک کا سواد"۔ عام سے انداز میں کہتے آخر میں اسے رگید اتھا۔

"یہ بندر آپی تم نے کس کو کہا ہے ؟"۔ دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے وہ پوری طرح اسکی طرف گھومتا خالص لڑنے کے انداز میں استفار کر رہا تھا۔ لفظ بندر اسے بری طرح

All Rights Reserved by Novels lounge

چھپا تھا۔ ان دونوں کے درمیاں ایک نئی بحث چھڑ گئی تھی جبکہ شاہ زر کے کانوں میں بس اسکا ایک ہی فقرہ گونج رہا تھا۔

"شادی کے بعد انسان بدل جاتا ہے پہلے جیسا نہیں رہتا"۔

یک دم ہر چیز سے دل اچاٹ ہوا تھا۔

"ٹھیک کہا ہانیہ منصور حیات۔ شادی کے بعد انسان بدل جاتا ہے۔ اور اس صورت تو لازمی بدل جاتا ہے جب جیون ساتھی ہی من و منشا کے خلاف ھو۔ اور تم کیوں بارش میرے ساتھ انجوائے کرنے لگی۔ وہ تو تم اپنوں کے ساتھ کرتی تھی اور میں تو سرے سے تمہارا اپنا ہی نہیں"۔ تلخی سے سوچتا وہ ان دونوں پر سے نظریں ہٹائے اب باہر برستی بارش کو دیکھتے اندر ہی اندر اپنی خود ساختہ غلط فہمی کی آگ میں لمحہ لمحہ سلگ رہا تھا اس سے چند قدموں کی دوری پر کھڑی ہانیہ اس کی دل کی کیفیت سے یکسر انجان تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"ہانیہ"۔اسے پکارتا ہوا وہ کمرے میں داخل ہوا تھا جو بیڈ پر بیٹھی کپڑے تہہ کرنے میں مصروف تھی۔پکار پر سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا جو اب عجلت میں وارڈروب کے اوپر سے چھوٹا سفری بیگ اتار رہا تھا۔

"کل میں کسی کام سے دو دن کے لیے بہاولپور جا رہا ہوں۔آپ صبح تیار رہیے گا آپ کو چاچو کی طرف ڈراپ کرتا جاؤں گا"۔اسے مطلع کرتے وہ بیگ اسی کے پاس بیڈ پر رکھے خود وارڈروب کھولے کپڑے نکال رہا تھا۔ہانیہ نے اسکی پشت کو دیکھا تھا کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تھے پھر ارادہ ترک کر دیا۔پچھلے کچھ دنوں سے وہ پریشان لگ رہا تھا۔اس نے ایک دو بار پوچھا بھی مگر وہ ٹال گیا تھا۔اس نے بھی چپ سادھ لی۔تہہ شدہ کپڑے اٹھا کر وارڈروب میں رکھے تھے۔تب تک وہ بیگ تیار کر چکا تھا۔موبائل کی بیپ بجی تھی وہ کال ریسیو کرتا باہر نکل گیا تھا۔ہانیہ نے واشروم جا کر وضو کیا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

وہ نماز کی نیت باندھے کھڑی تھی جب وہ لوٹا تھا۔ چینج کرتا اپنی جانب آکر لیٹ گیا تھا ۔دعامانگ کروہ اٹھی تھی۔جائے نماز سمیٹ کر گردن کے آگے سے دوپٹہ ڈھیلا کیا تھا ۔بستر پر وہ سیدھا لیٹا ہوا تھا اس کا ساکت وجود بنا کسی جنبش کے پڑا تھا۔آہستگی سے اس تک آکر اسکے وجود پر پھونک ماری تھی۔محبت بھی عجیب جذبہ ہے سامنے والے کی بے نیازی کبھی کبھار اسے اور بڑھاتی چلی جاتی ہے۔ہانیہ کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔اس کے دل کے کورے کاغذ پر شاہ زر حیات کا نام جلی حروف سے لکھا گیا تھا ۔جسے اب اسکی بے اعتنائی بھی مٹا نہیں پارہی تھی۔وہ مریض محبت بنتی جارہی تھی اور مرض تھا جو ہر روز بڑھتا جارہا تھا۔مگر یہ بھی سچ تھا ہانیہ شاہ زر حیات کو میٹھا سا درد لیے یہ مرض جی جان سے پیارا تھا۔

لائٹس بند کرتے دوسری جانب آکر وہ لیٹی تھی کمرے میں سائیڈ لمپ کی دھیمی پیلی سی روشنی پھیلی تھی۔ہانیہ نے اسکے چہرے کا نیم رخ اسکی طرف کروٹ لیتے بہت غور سے دیکھا تھا۔وہ سوتے بھی بے چین لگا تھا۔کوئی تو پریشانی تھی مگر کیا وہ سمجھنے سے

All Rights Reserved by Novels lounge

قاصر تھی۔وہ سو گیا تھا اسی یقین کے ساتھ اس نے ہاتھ بڑھا کر بے اختیار اس کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو سمیٹا تھا۔پھر ہاتھ اسکے بالوں میں ٹھہر گیا تھا۔اسکی نرم انگلیوں اب آہستہ آہستہ اسکے بالوں میں چل رہی تھیں۔

(مجھے نہیں پتہ آپ کو کیا بات پریشان کر رھی ہے شاہ زر۔مگر مجھے آپکو یوں دیکھ کر اچھا بالکل نہیں لگ رہا۔بہت سنا تھا نکاح کے بولوں میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔پر اب جب خود کو دیکھتی ہوں تو اس بات پر یقین سا ہونے لگتا ہے۔مگر ایسا کیوں ہوتا ہے یہ جذبہ صرف ایک ہی انسان کو اپنی لپیٹ میں لیتا ہے ؟۔کیا ایسا نہیں ھو سکتا دونوں پر ایک سا اثر انداز ھو ؟۔کاش میرے اور آپ کے معاملے میں ایسا کچھ ھو جائے۔آپ اچھا نہیں کر رہے میرے ساتھ۔خود تو بنا پوچھے پورے کے پورے دل پر قابض ھو بیٹھے ہیں۔اور میں جو آپ کے دل کے در پر آس کا دیا جلائے در واہ ہونے کے انتظار میں بیٹھی ہوں وہاں نجانے ایسا کون سا زنگ آلود قفل ڈال رکھا ہے جو میری لاکھ

All Rights Reserved by Novels lounge

کوشش پر بھی کھلنے میں آ ہی نہیں رہا۔ اتنے سنگدل تو مت بنیں اب۔ ابو تو کہتے ہیں آپ کا دل انتہا کا نرم ہے۔ پھر میرے لیے کیوں سیسہ پلائی دیوار بن بیٹھے ہیں۔)۔

وہ دل کی زبان میں اس سے گلہ کر رھی تھی۔ محبت بھرا شکوہ جو فلحال زبان سے کرنے کا حق وہ اسے دے نہیں رہا تھا۔

اس کا ہاتھ ابھی بھی اسکے بالوں میں سرک رہا تھا۔ اور وہ جو کچی سی نیند میں اسکی انگلیوں کا مسحور کن، روح افزا لمس پا کر جاگ گیا تھا۔ مگر اپنے سونے کا تاثر قائم رکھے پڑا رہا تھا۔ یک دم ہلکا پھلکا سا ھو گیا تھا۔ ذہنی و جذباتی طور پر وہ جس کیفیت کا شکار تھا وہاں کسی اپنے کی اپنائیت کی شدت سے طلب ھو رھی تھی۔ اور وہی احساس اسے ہانیہ کی اس وقت کی قربت نے بخشا تھا۔ وہ بے اختیار ہوا تھا۔ بنا اپنے جاگنے کا احساس کرائے وہ اسکی جانب کروٹ لیتا اسے اپنے بازوؤں کے مضبوط حصار میں قید کرتا اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا گیا تھا۔ وہ خود تو پر سکون ھو گیا تھا۔ مگر اسکے دل کی دنیا میں تلاطم برپا کر گیا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

ہانیہ اسکی اس اچانک کی جسارت کے لیے قطعی تیار نہیں تھی۔وہ دم سادھے اسکی باہوں کے حصار میں پڑی رھی تھی۔سانسیں گھٹنے لگی تھیں۔اوپر سے شاہ زر کئ گرم سانسوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے اسکا دل جیسے سینے کی دیوار توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا۔وہ اسکی اس درجہ قربت پر کانوں کی لوئیں تک سرخ پڑ گئیں تھی۔چہرہ شرم کے احساس کے تحت دھکنے لگا تھا۔کچھ پل یوں ہی گزرے تھے۔مگر پھر اسے سوتا جان کر اس نے ہتھیلی سے ماتھے پر چمکتے شبنم کے قطرے صاف کیے تھے۔خود کو کمپوز کرتے وہ سونے کئ کوشش کرنے لگی تھی۔مگر نیند کئ دیوی آج مہربان ہونے کو آہی نہیں رھی تھی۔مگر ساتھ لیٹے وجود کئ نیند بڑی گھری اور پر سکون تھی۔نجانے رات کے کس پل اسکی آنکھ لگی تھی۔

آج اسکی زندگی کا سب سے بڑا دن تھا۔وہ ایک چھوٹا سا دارلامان تھا جس کے ہیڈ آفس میں وہ اس وقت بیٹھا تھا۔وہاں سے ایک خاتون کئ معیت میں وہ نکلا تھا اور مطلوبہ

All Rights Reserved by Novels lounge

کمرے کی جانب بڑھتے اسکا رنگ ہر گزرتے پل کے ساتھ زرد پڑ رہا تھا۔اس وقت وہ انتہا کا بے چین و مضطر لگ رہا تھا۔دل کی غیر ہوئی حالت پر قابو پاتے وہ ایک کمرے میں داخل ہوا تھا۔جہاں ایک خاتون دروازے کی جانب پشت کیے بستر جھاڑنے میں مصروف تھیں۔

"مہر"۔اپنے نام کی پکار پر وہ پلٹیں تھیں اور شاہ زر کو اپنے قدم بے جان ہوتے محسوس ہوئے تھے۔اسکی آنکھیں پانیوں سے بھری تھیں۔ضبط کی آخری حدوں کو چھوتا وہ ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔وقت کی دھول نے انکی شبیہ کو دھندلا کیا تھا مگر پھر بھی وہ انھیں پہچان چکا تھا۔

"تم سے کوئی ملنے آیا ہے"۔وارڈن نے اطلاع دی تھی اور پیچھے کھڑے وجود کو دیکھ کر آنکھیں تو انکی بھی ساکت ہوئی تھیں۔تیمور حیات سے حد درجہ مشابہت پر اسے راہ چلتا بھی پہچان لیتا تھا یہ تو پھر اسکی سگی ماں تھیں۔

All Rights Reserved by Novels lounge

اسکی آنکھیں چھلکی تھیں۔

"شاہ زر"۔ مہر حیات کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔ اور وہ بھاگ کر انکی آغوش میں آسمایا تھا۔ وارڈن موقع کی نزاکت جان کر چپکے سے باہر نکل گئیں تھیں۔ وہ رو رہا تھا اور آنکھیں تو مہر حیات کی بھی متواتر بہہ رہیں تھیں وہ انکے کندھے میں منہ چھپائے انکے گرد مضبوط حصار بنائے ہوئے تھے جیسے ذرا سا ڈھیلا چھوڑنے پر انکے پھر سے کھو جانے کا خدشہ ھو اور وہ اسکے لمبے چوڑے وجود کو اپنی نحیف بازوؤں میں سمونے کی ناکام کوشش کر رہیں تھیں۔

مہر حیات کی ٹانگیں بے جان سی ہوتی معلوم ہو رہی تھیں وہ لڑکھڑائی تھیں۔ شاہ زر نے ان سے الگ ھو کر انھیں بستر پر بٹھایا تھا۔ خود انکے قدموں میں بیٹھتا چلا گیا۔ مہر حیات یک ٹک اسے دیکھ رہی تھیں آنکھوں میں آئی آنسوؤں کی دھند بار بار آنکھیں

All Rights Reserved by Novels lounge

رگڑ کر صاف کرتیں وہ اسے یوں دیکھ رہی تھیں جیسے کوئی برسوں کا پیاسا حسرت سے پانی کو دیکھتا ھو۔زبان کچھ بھی کہنے سے قاصر تھی۔وہ بھی دوزانو بیٹھا نظریں جھکائے اپنے آنسو پی رہا تھا جیسے۔اور پھر اس خموش کمرے میں اسکی نم رندھی ہوئی آواز گونجی تھی۔

"کیوں کیا آپ نے میرے ساتھ ایسا؟۔آپکو ایک بار بھی اس سات سالہ بچے کا خیال نہیں آیا؟ایک بار بھی نہیں سوچا کہ وہ آپ کے بغیر کیسے جیے گا؟کتنا رویا کتنا تڑپا ہو گا وہ جس کے سر سے باپ کا سایہ تو قدرت نے لے لیا مگر ماں کی چھایا آپ نے خود چھین لی"۔وہ گال پر بہتے آنسوؤں کے ساتھ شکوہ کر رہا تھا جو اتنے سالوں میں اس کی زبان پر کبھی نہیں آیا تھا۔اسکے ہر لفظ پر انکے اشکوں کی روانی میں اضافہ ہوا تھا۔منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکیوں کو روکے وہ اسے دیکھ رہی تھیں۔وہ جو گئے برسوں میں دن میں نجانے کتنی بار ذہن کے پردے پر اسکے خاکے بناتی تھیں۔پہروں سوچتی تھیں وہ اب

All Rights Reserved by Novels lounge

کیسا دکھتا ہو گا۔ آج جب تصور سے حقیقت کا روپ دھار کر سامنے بیٹھا تھا تو انکی سوچ سے بڑھ کر پیارا اور وجیہہ لگا تھا۔

کانپتے ہاتھوں سے اسکا خفا خفا سا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لے کر اسکی پیشانی پر اپنی ممتا بھرا لمس چھوڑا تھا۔ اسکے چہرے کے ایک ایک نقش کو چومتے اسے اپنے سینے سے لگائے وہ نم آنکھوں سے مسکائی تھیں۔

"مجھے معاف کر دو میری جان۔ میں بے بس تھی۔ تمہیں چھوڑنا میرے لیے اپنی روح کو خود اپنے وجود سے الگ کرنے کے مترادف تھا۔ تمہاری بھلائی کے لیے میں یہ زہر بھی پی گئی بیٹا۔ مگر میرا اللہ گواہ ہے تمہارے لیے میں پل پل تڑپی ہوں"۔ ان کی آواز شدت جذبات سے کانپ رہی تھی۔ وہ اب بھی یقین و بے یقینی کی دو انتہاؤں کے درمیان کہیں جھول رہیں تھیں۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"آپ کا ایک بار بھی دل نہیں چاہا مجھ سے ملنے کا مجھے دیکھنے کا؟"۔ کسی روٹھے ہوئے بچے کی طرح وہ انکو دیکھتا ہوا ناراض سا پوچھ رہا تھا۔

"میں چاہ کر بھی ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ بد نصیبی میرے ساتھ ساتھ تمہارا دامن بھی تھام لیتی۔ جو مجھے کسی صورت منظور نہیں تھا۔ اور پھر دل کو تسلی بھی تو تھی چاہے کچھ بھی ھو جائے منصور بھائی تم پر آنچ نہیں آنے دیں گے"۔ اسکا چہرہ صاف کرتے اسکا گال سہلایا تھا۔ وہ انکے دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا۔ انکے قریب وہ اسے چھو کر محسوس کر رہیں تھیں اتنے سالوں بعد۔ یہ انکے لیے کسی معجزے سے کم تو نہیں تھا جو ایسی کوئی آس بھی اپنے دل میں نہ رکھے ہوئے تھیں۔

"مگر اب تو چلیں گی ناں آپ میرے ساتھ؟۔ میں آپکو لینے آیا ہوں"۔ انکا اپنے گال پر رکھا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر عقیدت سے چومتا وہ ذرا سا مسکرایا تھا۔ وہ بنا بولے اسے دیکھے گئیں۔ جو ذرا رک کر پھر سے گویا ہوا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"جب آپ گئیں تھیں تب میں چھوٹا تھا۔ کمزور تھا آپکو روک نہیں پایا۔ مگر اب آپکا بیٹا بڑا ہو گیا ہے ماما۔ وہ آپ کے ڈھال بن جائے گا۔ میں ہر ایک سے ٹکرا جاؤں گا۔ بس آپ میرے ساتھ چلیں ایک بار"۔ انکا نم چہرہ صاف کرتا وہ انھیں مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔ وہ بنا بنایا تیمور حیات تھا۔ صرف شکل وشباہت میں ہی نہیں عزم و حوصلے میں بھی باپ کا پرتو تھا۔ انکا دل بجھ سا گیا۔

"تمہیں دیکھ لیا ہے میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے شاہ زر۔ تمہارے ساتھ جا کر میں تمہارے لیے کوئی نئ مصیبت کھڑی نہیں کرنا چاہتی بیٹا۔ میں ایک بار پھر سے دھتکار دی جاؤں گی"۔ کہتے ہوئے انکی آواز میں کہیں سلگتے غم گریہ وزار تھے۔۔

"مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے ماما۔ اور نہ ہی آپکو ہونی چاہیے۔ اتنی سزا بنا جرم کے کاٹ کر بھی دل نہیں بھرا آپکا؟۔ پلیز مزید نہ خود کو تکلیف دیں اور نہ مجھے اذیت کا شکار کریں۔ میرے لئے بس آپ اہم ہیں۔ کسی کو زیادہ مسئلہ ہوا تو میں آپکو لے کر کسی اور ملک چلا جاؤں گا۔ مگر آپ کو لیے بغیر یہاں سے نہیں ہلوں گا"۔ وہ اٹل انداز میں کہتا

All Rights Reserved by Novels lounge

ضد پر اتر آیا تھا۔ مہر نے دیکھا تھا ان آنکھوں میں بیک وقت کچھ پانے کی خوشی کے ساتھ کھو جانے کا خدشہ بھی ہلکورے لے رہا تھا بہت آس سے وہ انکے جواب کا منتظر تھا ۔انہوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ اور وہ خوشی کے مارے پر جوش سا ان سے لپٹ گیا تھا۔

پھر وہاں بہت سی نم آنکھوں نے یہ منظر دیکھا تھا۔ وہ اپنی ماں کو لے کر خوشی سے دمکتے چہرے کے ساتھ وہاں سے نکلا تھا۔ وہ ایسی جگہ تھی جہاں بہت سے بیٹے اپنی بوڑھی لاچار ماؤں کو بوجھ سمجھ کر چھوڑ جایا کرتے تھے۔ ایسے میں کوئی بہت چاہ سے اپنی جنت وہاں سے لے کر جاتا بہت سے دلوں کو اک میٹھی سی خوشی سے ہمکنار کر رہا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

وہ انھیں لے کر سیدھا گھر آیا تھا۔گھر آکر اس نے منصور حیات کو کال کی تھی مگر بتایا پھر بھی کچھ نہ تھا۔وہ ہانیہ کو لے کر پہنچے تھے اور سامنے مہر حیات کو دیکھ کر وہ دونوں ششدر رہ گئے تھے۔شاہ زر انکے روبرو آن کھڑا ہوا تھا۔

"کیا آپکو لگتا ہے میں نے کچھ غلط کیا ہے چاچو؟"۔وہ انکو دیکھتا پوچھ رہا تھا۔منصور حیات نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم نے ثابت کیا ہے تم تیمور حیات کے بیٹے ہو۔جس کے لیے حق بات کے آگے دنیا کی کوئی مصلحت کوئی مجبوری معنی نہیں رکھتی۔مجھے فخر ہے تم پر"۔اسکے شانے پر دباؤ ڈال کر کہتے انکی آواز شدت جذبات سے بھرا گئی تھی۔وہ بے اختیار مسکرا کر انکے گلے لگا تھا۔دل کی طمانیت میں اضافہ ہوا تھا۔

"بھابھی اس سے ملیے یہ ہے آپ کی بہو ہانیہ"۔اس سے الگ ہوتے انہوں نے ہی ہانیہ کا تعارف کروایا تھا۔مہر حیات حیرت وانبساط سے اسے دیکھتی مسکرا اٹھی تھیں پھر

All Rights Reserved by Novels lounge

آگے بڑھ کر اسے پیار کرتے گلے لگایا تھا۔ساتھ ایک شکایتی نظر بیٹے پر بھی ڈالی تھی جس نے راستے بھر دنیا جہاں کی باتیں ان سے کی تھیں مگر اسکا ذکر تک نہ کیا تھا۔وہ انکی خفگی جان کر نظریں چرا گیا۔

شام کو منصور حیات طاہرہ اور وجدان کے ساتھ دوبارہ آئے تھے۔طاہرہ حیات شرمسار سی معافی مانگ رہی تھیں شاہ زر اور مہر نے بھی دل بڑا کر کے انکو معاف کر دیا تھا۔اور یوں برسوں پرانی دلوں میں موجود کثافتیں دھل اٹھی تھی۔ہر چہرہ کھلا کھلا سا مسرور نظر آرہا تھا۔چائے سرو کرتے ہانیہ نے اسکو دیکھا تھا جس کی مسکراہٹ آج ہونٹوں سے الگ نہیں ھورہی تھی اور وہ آنکھیں آج ساتھ مسکراتی اور بھی سحر انگیز سی ھورہی تھیں طاہرہ حیات کی کسی بات کا وہ ہنس کر جواب دے رہا تھا اس نے دل سے اس کی خوشیوں کے دوام کی دعا کی تھی۔وہ خود بھی مہر حیات کے یوں اچانک مل جانے اور طاہرہ حیات کے سب میں گھل مل جانے پر چہکتی پھر رہی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"ہانیہ کتنی خوش تھی اپنے گھر میں منصور۔ اللہ پاک نظر سے بچائے"۔ واپسی پر گاڑی میں بیٹھے انہوں نے مسرور ہو کر ڈرائیو کرتے منصور حیات سے کہا تھا۔

"اور یقین جانو طاہرہ آج تمہیں یوں اپنی خوشیوں میں شریک ہوتا دیکھ اسکے دل میں سے آخری پھانس بھی نکل گئی ہو گی"۔ وہ انکی جانب تشکر سے دیکھتے بول کر مسکرا دیے تھے جس میں انکا ساتھ طاہرہ حیات نے بھی دیا تھا۔

عبدالقادر حیات اپنے علاقے کی جانی مانی قدیم روایت پسند، عزت دار شخصیت تھے ۔انکے چار بچے تھے سب سے بڑے عبدالغفور حیات، تیمور حیات، ثمینہ حیات اور منصور حیات۔ انہوں نے چاروں بچوں کی شادی کے لیے خاندان میں موجود رشتوں کو ہی ترجیح دی تھی۔ انکی بیوی کی وفات کے بعد جلد ہی غفور صاحب کی شادی کر دی گئی تھی۔ ان کی شادی اپنی چچازاد سے ہوئی تھی مگر شادی کے آٹھ سال بعد بھی وہ

All Rights Reserved by Novels lounge

اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ تیمور اور منصور کی نسبت اپنی پھپھوزاد زہرہ اور طاہرہ سے طے شدہ تھی۔ جبکہ ثمینہ کو انکی خالہ نے مانگا تھا۔ یوں ہر لحاظ سے اس خاندان کے لیے راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔

لیکن انکے سکون کی ندی میں ارتعاش تب پیدا ہوا جب تیمور حیات نے رشتے سے انکار کرتے اپنی نسبت توڑنے کا مطالبہ کیا۔ گھر میں اک ہنگامہ برپا ہوا تھا۔ عبدالقادر کسی طور یہ ماننے کو راضی نہ تھے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ کچھ ہی دنوں میں وہ اپنے ساتھ ایک لڑکی کو لے کر گھر آئے اور اسے اپنی بیوی کے طور پر متعارف کروایا ۔خاندان بھر میں یہ بات جنگل میں لگی آگ کی مانند گردش کرتی چلی گئی۔ عبدالقادر خوب گرجے مگر اب ھو بھی کیا سکتا تھا۔ انکی پھوپھو نے گھر آکر اک کہرام مچایا تھا۔ مگر تیمور کو تو جیسے کسی کی فکر ہی نہیں تھی وہ مہر کے لیے مضبوط ڈھال بنے کھڑے رہے۔

آخر بات مہر حیات کو چھوڑنے تک آگئی تھی مگر تیمور نے صاف انکار کر دیا۔ خاندان کے بڑوں نے فیصلہ کیا جو ہونا تھا سو ھو گیا۔ اب بہتر یہی ہے کہ انکو قبول کر کے ویسے

All Rights Reserved by Novels lounge

کی تقریب رکھ لی جائے تاکہ لوگوں کے منہ بند ھو سکیں۔چاروناچار خاندانی عزت و وقار کو بحال رکھنے کو عبدالقادر آمادہ ھو گئے۔انکی بہن نے خوب رونارویا تھا زہرہ اور تیمور کی منگنی تو پہلے ہی ٹوٹ گئی طاہرہ اور منصور کی انہوں نے خود ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔مگر سب بڑے بزرگوں کی مفاہمت سے بادل خواستہ وہ منصور اور طاہرہ کا رشتہ برقرار رکھنے پر آمادہ ھو گئیں تھیں۔

ولیمے کی تقریب میں بہت سے دوست احباب کو مدعو کیا گیا تھا۔اور وہاں دلہن کو کسی نے دیکھ کر اسکے اسٹیج ڈانسر ہونے کا انکشاف کیا تھا۔لوگ پہلے ہی تیمور کی نسبت ٹوٹنے اور دوسری جگہ شادی پر چہ میگوئیاں کر رہے تھے اب انکی زبانیں پکڑنا مشکل ھو گیا تھا ۔عبدالقادر کے خاندانی عزت و ناموس پر یہ ایک دھبے جیسا تھا۔اس بار انکے جاہ جلال سے حیات ولا کی دیواریں لرزاٹھی تھیں۔

انہوں نے صاف صاف تیمور حیات کو مہر کو طلاق دینے کا حکم سنایا تھا بصورت دیگر ان کی خاندان سے قطع تعلقی کا عندیہ بھی سناڈالا تھا۔اور تیمور حیات نے بنا کسی دوراہے

All Rights Reserved by Novels lounge

کے مہر حیات کو چنا تھا۔یوں وہ حیات ولا سے در بدر کر دیے گئے تھے۔ شروع کا کچھ عرصہ مشکل رہا تھا مگر جب ہمسفر من چاہا ھو تو کھٹن مسافتیں بھی آسان ھو جاتی ہیں مہر حیات کی ہمراہی میں وہ سرشار بھی تھے اور آسودہ بھی۔ حیات ولا کے ہر فرد نے ان سے قطعتعلق کر لیا تھا سوائے منصور حیات کے جو چھپ کر ان سے ملنے بھی آتے تھے۔ مہر حیات کو بھی وہ عزت دی تھی جو ایک بھابھی کی ہوتی ہے۔

وقت گزر تا رہا تھا تیمور کی جاب تو پہلے سے تھی۔ کچھ سیونگز بھی تھیں انہوں نے اقساط پر اپنا گھر لیا تھا جہاں مہر حیات کے ساتھ انہوں نے ایک الگ دنیا بسائی تھی ۔جلد ہی شاہ زر کی انکی زندگی میں آمد نے انکی خوشیوں کو دوبالا کر دیا تھا۔ وقت کے تھال میں کچھ سکے اور گرے تھے۔ منصور اور طاہرہ کے ساتھ ثمینہ کی شادی بھی ھو گئی تھی غفور حیات جاب کے سلسلے میں بیوی کے ہمراہ بیرون ملک منتقل ھو گئے تھے ۔سب کی زندگیوں میں اک ٹھہراؤ آ گیا تھا۔ شاہ زر کی پیدائش سے کچھ ماہ بعد عبد القادر کی وفات ھو گئی تھی۔ تیمور حیات باپ کی میت پر پہنچے تھے مگر مہر حیات کو

All Rights Reserved by Novels lounge

تب بھی حیات ولا میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔انھیں بیرونی دروازے سے ہی لوٹا دیا گیا تھا۔

شاہ زر چار سال کا تھا جب ہانیہ پیدا ہوئی تھی اور پھر دو سال بعد وجدان۔وقت تھوڑا اور سرکا تھا۔مہر اور تیمور اپنی جنّت میں خوش تھے۔تیمور نے انھیں محبت کے ساتھ ایک باعزت زندگیبھی دی تھی انکے سر پر اپنا سائبان تھا،اپنا آشیانہ تھا۔وہ جہاں سے آئی تھیں وہاں کی پیداوار کوئی صنف نازک اس زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی ۔وہ خوش قسمت تھیں۔مگر شاید مہر حیات کی قسمت میں ابھی اور آزمائش لکھی تھی۔

شاہ زر سات سال کا تھا جب ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں وہ جان کی بازی ہار گئے۔حیات ولا میں بھی کہرام مچا تھا۔قطع تعلقی اپنی جگہ مگر وہ انکا ماں جایا تھا اس کڑیل جوان کی موت نے ہر سو سوگواریت پھیلادی تھی۔ہر آنکھ اشک بار تھی۔مہر حیات کی تو دنیا ہی اجڑ گئی تھی۔اتنا محبت اور عزت دینے والا ہمسفر بیچ راہ میں ہاتھ چھڑا گیا تھا۔یہ خسارہ کوئی کم

All Rights Reserved by Novels lounge

تو نہیں تھا۔ یہ زخم تمام عمر رسنے والا تھا۔ وہ ایک بار پھر برہنہ سر کھلے آسمان تلے آن کھڑی ہوئی تھیں۔

تیمور حیات کی میت حیات ولا لائی گئی تھی ساتھ میں اجڑی سی مہر حیات اور سہما سا شاہ زر بھی تھا۔ اس وقت تو موقع کی نزاکت سمجھتے انھیں روکا نہیں گیا تھا مگر جوں ہی تدفین کے بعد لوگ واپس ہوئے تو غفور حیات نے سفاکیت کی حد کرتے مہر کو وہاں سے نکل جانے کا کہا تھا۔ وہ روئی تھیں گڑگڑائی تھیں مگر وہاں موجود ہر ذی روح بے حس بن گیا تھا۔ صرف ایک منصور حیات تھے جنھوں نے اعتراض کیا تھا۔ وہ بیوہ بھابھی اور بھتیجے کا سہارا بننا چاہتے تھے۔ مگر انکی آواز اتنے مخالفین کی تند و تیز آوازوں میں کہیں دب گئی تھی۔

آخر مہر حیات کے سامنے غفور حیات نے ایک شرط رکھی تھی کہ وہ شاہ زر کو اپنانے کو تیار تھے مگر مہر کو اسے چھوڑنا ہو گا۔ وہ پتھر کی ہو گئیں تھیں مگر پھر اسکی بہتری کے لیے انہوں نے اپنی ممتا کو قدموں تلے روند کر اسے منصور حیات کے سپرد کرتے

All Rights Reserved by Novels lounge

خود خاموشی سے وہاں سے نکل گئی تھیں۔ جس کے بعد منصور حیات نے بھی انھیں ڈھونڈا مگر انکا کوئی نام و نشان نا ملا۔

شاہ زر کو حیات ولا میں شروع سے ہی سرد رویوں کو سہنا پڑا تھا۔ اسکے معصوم دل پر اپنی ماں کے لیے استعمال ہونے والے "بے حیا، بے شرم اور بد کردار" جیسے برچھی نما الفاظ نے کہیں زخم دیے تھے۔ حیات ولا کا کوئی بھی بچہ اس کے ساتھ کھیلنے کا روادار تک نا تھا۔ کوئی بڑا اس سے محبت کا کوئی بول بولتا نہ ہی اسکے سر پر اپنا شفقت بھرا ہاتھ رکھتا۔ صرف منصور حیات تھے جو اس سے بے لوث محبت کرتے تھے۔ گھر والوں کے رویے کو دیکھ وہ دن بدن سہمتا جا رہا تھا۔ جس کے پیش نظر منصور حیات نے اسے بو ڈنگ میں ڈال دیا تھا۔ وہ کبھی چھٹیوں میں آتا تھا۔ اور تب بھی طاہرہ حیات کی نفرت کا نشانہ بنتا تھا۔

طاہرہ کو وقتاً فوقتاً زہرہ اپنے ساتھ ہوئی زیادتی کا احساس دلاتی رہتی تھیں حالانکہ انکی شادی بھی اچھی جگہ ھو گئی تھی۔ انکے زہر بھرنے کا بھی اثر تھا وہ کبھی شاہ زر کو اپنا ہی نہ

All Rights Reserved by Novels lounge

سکی تھیں۔اسکے حیات ولا آنے پر وہ ہانیہ اور وجدان کو سختی سے اس سے دور رہنے کا کہتی تھیں اور پھر کڑا پہرہ بھی دیتی تھیں۔

لیکن کہتے ہیں محبت غیر اختیاری جذبہ ہے یہ کب وقت وحالات،اچھا و برا یا سامنے والے کی ذات و حیثیت دیکھ کر کی جاتی ہے۔یہ تو آسمانی جذبہ ہے جو خود بخود دل پر اترتا چلا جاتا ہے۔جیسے تیمور حیات کو مہر حیات سے اک جھلک دیکھ کر ہی ھوگئی تھی۔اور جیسے شاہ زر حیات کو لاکھ روک ٹوک کے باوجود ہانیہ حیات سے ھوگئی تھی۔وہ اسے کوئی کانچ کی گڑیا لگتی تھی جسے طاہرہ حیات اس سے بہت دور رکھتی تھیں۔نصیب ملے ہوں تو باہمی فاصلے کوئی معنی رکھتے بھی نہیں ہیں۔وہ اسکے نصیب سے جڑی تھی تو قدرت نے اسے اسکا بنانے کے اسباب بھی خود ہی پیدا کر دیے تھے۔

"ہانیہ بیٹا"۔وہ کچن میں مصروف تھی جب اسے آواز دیتے مہر بھی وہیں آگئیں تھیں۔

http:/www.novelslounge.com
All Rights Reserved by Novels lounge

"جی ماما؟"۔ برنر بند کرتے وہ مڑی تھی۔ شاہ زر کی طرح وہ بھی انھیں ماما ہی کہتی تھی۔

"یہ کیا اول جلول حلیہ بنا رکھا ہے۔ جاؤ جا کر کپڑے بدلو۔ شاہ زر آتا ہی ہو گا۔" انھیں اسکی خود سے اس درجہ لاپرواہی ایک آنکھ نا بھائی تھی جو عام سے کل کے پہنے جوڑے میں بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے پھر رہی تھی۔ ہانیہ ان کی اس پیار بھری ڈپٹ پر مسکرا دی۔

"جی بس جا رہی تھی"۔

"بیٹا تھوڑا سجا سنورا کرو۔ ماشاء اللہ سے نو بیاہتا ہو مگر تمہیں دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے سالوں بیت گئے ہوں شادی کو۔ عورت کو چاہیے شوہر جب گھر آئے تو تھوڑا اہتمام کر لے۔ اس سے طبیعت پر اچھا تاثر پڑتا ہے"۔ خالص ماؤں والے انداز میں نرمی سے وہ اسے سمجھا رہی تھیں۔ ہانیہ بس سر ہلا گئی۔ اسکا جی چاہا تھا کہہ دے جس کے لیے تیار ہونے کا کہہ رہی ہیں اسے اس سب کی چاہ ہی نہیں۔ مگر وہ چپ رہی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"جاؤاب۔ ابھی تھوڑی دیر میں وہ آتا ہو گا شاباش جلدی کرو"۔ اسے پیار سے پچکار کر وہ خود سلاد بنانے بیٹھ گئی تھیں۔ ہانیہ بھاری ہوئے دل کے ساتھ وہاں سے نکلتی کمرے کی جانب گئی تھی۔ پچھلے کچھ دنوں سے طبیعت پر کسلمندی سی طاری ہوئی تھی ۔ اسے لگا تھا سب ٹھیک ہو گیا ہے تو شاہ زر کے رویے میں بھی کچھ بدلاؤ آئے گا مگر وہ غلط تھی۔ وہ اب بھی ویسا ہی کٹھور اور بے حس تھا۔ کہیں نا کہیں اب اسکی ہمت بھی جواب دینے لگی تھی۔ اس پتھر سے سر پھوڑنے میں اس کے اپنے احساسات بری طرح مجروح ہوئے تھے۔ کبھی کبھی اس کا جی چاہتا تھا وہ اس سے خوب لڑے اسے اگر یہ تعلق منظور نہیں تھا تو صاف منع کر دیتا کون سا کوئی قیامت آ جاتی۔ یوں اسے الجھا کیوں رکھا تھا۔ شاور لے کر اس نے بلیک سوٹ زیب تن کیا تھا جسکے گلے پر دھاگے کی کڑھائی ہوئی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

بالوں میں نمی اب بھی باقی تھی۔ انھیں کھلا چھوڑا تو پوری کمر اس گھنی آبشار سے ڈھک گئی تھی۔ آنکھوں میں کاجل کی دھار ڈالی گئی تھی اور اتنی سی تیاری پر ہی وہ نکھری نکھری سی لگنے لگی تھی

جس وقت وہ آیا تھا وہ لاؤنج میں بیٹھی میگزین کی ورق درانی کر رہی تھی۔ آج کل وہ جلدی واپس آجاتا تھا۔

"اسلام و علیکم"۔ صوفے پر بیٹھتا وہ اس پر گہری نظر ڈال گیا تھا۔

وعلیکم سلام"۔ میگزین سنٹرل ٹیبل پر رکھتے وہ اسکی نظروں کے ارتکاز پر جزبز ہوتی" اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"میں آپ کے لیے پانی لاتی ہوں"۔ منظر سے ہٹنے کے لیے وہ بولی تھی اسکی گہری بولتی آنکھیں اب بھی اس پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ آگے بڑھی تھی پھر رک سی گئی وہ مڑی تھی اور ان نینوں میں حیرت کا جہاں آباد ہوا تھا۔ صوفے کی پشت سے ٹیک

All Rights Reserved by Novels lounge

لگائے وہ نیم دراز آرام دہ حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسکی حیرت کا باعث اسکی انگلیوں کے پوروں میں دبا اسکے دوپٹے کا کونہ تھا۔

"کہیں جا رہی ہیں آپ؟" جذبے لٹاتی آنکھیں اور اس پر اسکا بھاری لب و لہجہ اسکا دل دھڑکا تھا مگر اسکی بات کا مطلب سمجھتے وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔ شرمندگی کا شدید احساس جاگا تھا۔ اک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے دوپٹہ جھٹک کر آزاد کرواتی وہ پہلی بار اس سے تلخ کلامی پر اتر آئی تھی

"جی نہیں۔ ماما نے کہا تھا تیار ہونے کو"۔ بنا کسی لگی لپٹی کے اکھڑے سے انداز میں کہا تھا چہرے پر خفگی نمایاں تھیں۔

"تبھی میں کہوں آج یہ انقلاب کیسے آ گیا"۔ وہ طنز پر اتر آیا تھا۔ وہ تو سادگی میں اسکے دل پر قیامت ڈھاتی تھی سج سنور کر تو ہوش اڑانے کے درپے تھی۔ اور اپنے دل کے بدلے تیور اسے خوفزدہ کر رہے تھے جس کا غصہ بھی ہانیہ پر نکل رہا تھا۔ اسکی بات پر وہ

All Rights Reserved by Novels lounge

کچھ سخت کہنا چاہ رہی تھی مگر مہر کی آمد پر چپ کر گئی۔اس سے سلام دعا کے بعد وہ ہانیہ کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔

"ماشاءاللہ میری بہو کتنی پیاری لگ رہی ہے۔ایسے ہی رہا کرو"۔مہر نے اسکا گال تھپتھپا کر پیار سے بولا تو وہ ہلکا سا مسکرا دی۔

"ماما آپ بھی کن جھنجھٹوں میں ڈال رہی ہیں انہیں۔ان کو سادگی سے کچھ زیادہ ہی لگاؤ ہے۔ابھی بھی مجھے لگا یہ کہیں باہر جا رہی ہیں"۔اس نے سادہ سے انداز میں پھر سے گل فشانی کی تھی۔ہانیہ دل ہی دل تلملا کر رہ گئی۔

"یہ کیا بات ہوئی۔باہر جانے پر ہی تیار ہوا جاتا ہے کیا؟۔اور اگر یہ اتنی ہی سادہ رہتی ہے بیٹا تو اس میں بھی تمہاری غلطی ہے تم کہا کرو اسے سجنے سنورنے کے لیے۔یہی تو دن ہوتے ہیں۔"بیٹے کو تولتی نظروں سے دیکھتے وہ میٹھی سی سرزنش کر رہیں تھیں۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"سوری ماما مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے کسی پر اپنی مرضی فورس کرنے کی۔یہ آپ اپنی مرضی کی مالک ہیں۔" تلخی سے دھیمی آواز میں کہتا وہ اٹھ کر چلا گیا تھا۔ہانیہ اپنی جگہ چور سی ہو گئی۔مہر نے شاہ زر اور پھر اسے بڑی گہری نظروں سے دیکھا تھا۔

"میں کچن میں دیکھ لوں کچھ رہ تو نہیں گیا"۔بودا سا جواز پیش کرتی وہ منظر سے ہٹ گئی تھی۔پیچھے وہ انکے عجیب و غریب رویہ کو سوچتی رہ گئیں۔

رات وہ انکے کمرے میں موجود تھا۔انکی گود میں سر رکھے وہ باتوں میں مشغول تھا ۔ہانیہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اٹھ کر نماز پڑھنے گئی تھی۔

"شاہ زر ایک بات پوچھوں سچ سچ بتاؤ گے ؟"۔اسکا چہرہ نظروں کے حصار میں رکھتے وہ بولیں تو موبائل پر سے نظریں ہٹا کر سائیڈ پر رکھتے وہ انکا ہاتھ چوم گیا۔

"پوچھیں"۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"تمہارے اور ہانیہ کے بیچ سب ٹھیک ہے ناں ؟۔ تم لوگوں کو دیکھ کر لگتا ہی نہیں ہے تمہاری شادی کو دو ڈھائی ماہ ہوئے ہیں۔ تم دونوں کا ایک دوسرے سے کترانا، ہانیہ کا ضرورت سے زیادہ خود سے لاپرواہ رہنا۔ کیا ہے یہ سب ؟۔ وہ فکرمند تھیں جس کا اندازہ انکے چہرے سے ھو رہا تھا۔ ایک نظر انھیں دیکھتا وہ سنجیدہ سا اٹھ بیٹھا۔

" آپ نہیں جانتی ماما یہ شادی کن حالات میں ہوئی ہے۔ ہانیہ کی شادی ابرار سے ۔۔۔۔"۔

"سب جانتی ہوں میں۔ منصور بھائی بتا چکے ہیں مجھے۔ لیکن بیٹا اگر تمہارے دل میں گنجائش نہیں تھی تو انکار کر دیتے یوں خود کو اور اسے سولی پر کیوں لٹکا رکھا ہے"۔ اسکی بات کاٹ کر وہ کہتی چلی گئیں۔ وہ جب سے آئی تھیں ان دونوں کے مابین کھچاؤ کو محسوس کر رہی تھیں اور آج منصور سے انکی شادی کا ماجرا جان کر انکے شک پر یقین کی مہر ثبت ھو گئی تھی۔ اسی لیے شاہ زر سے دوٹوک بات کرنے کا سوچا تھا۔

http:/www.novelslounge.com
All Rights Reserved by Novels lounge

شاہ زر نے شاکی نظروں سے انھیں دیکھا تھا۔

"میرے دل میں گنجائش نہیں ہے ماما؟۔ میں توہانیہ کو تب سے چاہتا ہوں جب لفظ چاہت کا مطلب بھی معلوم نہ تھا۔ وہ مجھے کوئی کانچ کی گڑیا لگتی تھیں جسے طاہرہ چچی مجھ سے ہمیشہ بہت دور رکھتی تھیں۔ اس خاندان کے ہر فرد کا رویہ مجھے یہ احساس دلاتا تھا وہ میرے لیے نہیں بنیں۔ وہ کبھی میری نہیں ہو سکیں گی لیکن پھر بھی ماما۔۔۔ میں خود کو ان سے محبت کرنے سے باز نہیں رکھ سکا"۔ وہ تڑپ ہی تو اٹھا تھا انکے اس الزام پر تبھی غم وغصے کی رو میں بہہ کر وہ راز افشا کر بیٹھا تھا جو وہ خود سے بھی چھپائے پھرتا تھا۔ ناراضگی سے کہتا وہ ان سے اب نظریں چرا گیا تھا مہر کو اسکے اس انداز پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"تو پھر یہ سب کیا ہے؟۔ کہاں گئی تمہاری وہ محبت شاہ زر؟۔" وہ حیرت زدہ سی اسے دیکھ رہیں تھیں آواز میں اس بار نرمی تھی۔ شاہ زر نے پہلو بدلا۔ پھر گہرا سانس بھرتے ذرا رک کر گویا ہوا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"میری محبت اب بھی وہیں ہے ماما۔ مگر ہانیہ کا کیا؟۔ میں نے ان سے محبت کی ہے انھوں نے نہیں۔ یکطرفہ محبتیں اکثر دوسرے فریق کے لیے وبال جان بن جایا کرتی ہیں۔ میں ان پر خود کو مسلط نہیں کر سکتا۔ جبکہ میں جانتا ہوں حیات ولا کے مکینوں کی نظر میں میں کیا ہوں۔ پھر ہانیہ بھی تو ہمیشہ مجھ سے کترائی سی رہتی تھیں۔ دو سال وہ ابرار کی فیانسی رہی ہیں انکے دل میں اسکے لیے کوئی نہ کوئی سوفٹ کارنر تو ہو گا۔ مجھ سے شادی انکے لیے صرف ایک مجبوری ہے۔ لیکن میں نہیں چاہتا وہ گھٹ گھٹ کر جئیں"۔ اسکی آواز میں اک کسک سی تھی۔ شدت جذبات سے چہرہ سرخ ہوا تھا ۔ماتھے کی رگیں ابھری ہوئی تھیں۔

اور باہر کھڑی ہانیہ نے لفظ لفظ سنا تھا اسکے آنکھوں سے آنسو بہہ کر اسکا چہرہ بھگو گئے تھے۔ اسکے اقرار محبت نے جہاں روح تک کو سرشار کیا تھا وہیں اسکے خود کے بارے میں خیالات نے اسے صدمے سے دوچار کیا تھا۔ وہ مژدگی سے اپنے کمرے کی جانب مرے ہوئے قدموں سے بڑھتی چلی گئی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

مہر نے اسے دیکھ کر تاسف سے سر ہلایا۔ شاہ زر جیسے سینس ایبل بندے سے انھیں اس حماقت کی توقع نہیں تھی۔

"ادھر دیکھو میری طرف"۔ اسکا گال پر ہاتھ رکھ کر اسکا رخ اپنی جانب کیا۔

"کس نے کہا یہ مجبوری کا سودا ہے۔ محبت تو اپنے وجود کا احساس خود کراتی ہے پھر تم کیسے اسکی" چاہت سے انجان ھو میری جان"۔ انکے متانت سے کہنے پر وہ حیرت زدہ انھیں دیکھ رہا تھا جسے انہوں نے جانچ لیا تھا۔

"اتنے حیراں کیوں ھو رہے ھو؟۔ سچ کہہ رہی ہوں میں۔ اسکی محبت کو سمجھوتے کا نام دے کر اسکے سچے جذبوں کی تذلیل تو مت کرو"۔ وہ اسے یقین دلا رہی تھیں جب ان آنکھوں میں وحشت سی آسمائی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"پلیز ماما! یوں جھوٹے دلاسے تو مت دیں"۔ انکا ہاتھ اپنے گال سے آہستگی سے ہٹا تا وہ خفا ہوا تھا۔ مہر کو اسکی اس ہٹ دھرمی پر اب کی بار تاؤ آیا تھا۔

"میں کیوں دوں گی جھوٹے دلاسے ؟۔ میں تم دونوں کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں نہ کہ کسی زبردستی کے بوجھ تلے دبے ہوئے۔ اور تم خود اپنی اور اسکی خوشیوں کی راہ میں رکاوٹ بنے کھڑے ھو"۔ وہ اسے لتاڑ رہی تھیں اور وہ ناراضگی سے انھیں دیکھتا نالاں نظر آ رہا تھا۔

"ایسے مت دیکھو۔ پچھلے ڈیڑھ ہفتے سے دیکھ رہی ہوں۔ تمہارے مزاج ہی نہیں ملتے ۔ہانیہ کس طرح تمہارے لیے خود کو ہلکان کیے رکھتی ہے۔ تم سے جڑے ہر کام کو کرتے اسکے چہرے پر ایسی چمک ہوتی ہے جیسے دنیا فتح کر لی ھو۔ تمہیں دیکھ کر کھل سی جاتی ہے۔ پہروں بیٹھ کر مجھ سے تمہارے بچپن کی باتیں پوچھتی ہے۔ اسے سمجھوتہ کرنا کہتے ہیں ؟۔ محبت کرتی ہے وہ تم سے پاگل اور وہ بھی بے انتہا۔ تم ہی آنکھیں گروی رکھے ہوئے ھو کچھ دکھائی نہیں دیتا"۔ کسی مخلص دوست کی طرح ڈانٹ کر تو

All Rights Reserved by Novels lounge

کبھی ملائمت سے اسے سمجھاتی وہ اس کے دل پر بندھی بدگمانی کی گرہیں کھولتی جارہیں تھیں۔وہ متحیر ساگنگ بیٹھا تھا۔تمام احساسات منجمند سے ھوگئے تھے۔ذہن میں اسکا اداس چہرہ گردش کررہا تھاتو کبھی اس سے بات کرنے کی کوشش کرتی چہرے پر نرم سی مسکان لیے دکھائی دے رہی تھی۔

"صرف ایک بار اپنی آنکھوں پر بندھی یہ خودساختہ بدگمانی کی پٹی ہٹا کر دیکھو شاہ زر ہر منظر بہت صاف دکھائی دے گا۔ابرار سے اسکی منگنی ھی ہوئی تھی جو کچی ڈور سے بھی نازک سا تعلق ہے۔مگر تم سے وہ نکاح میں بندھی ہے بیٹا۔جو دو اجنبیوں میں بھی روح کا رشتہ قائم کردیتا ہے"۔اسکا ہاتھ نرمی سے تھپتھپا کر وہ پیار سے کہہ رہی تھیں اور وہ ماؤف ہوئے ذہن سے کچھ سمجھنے اور کچھ نا سمجھی کی سی کیفیت میں ڈوبا انھیں دیکھ رہا تھا۔

All Rights Reserved by Novels lounge

مہر کے کمرے سے نکل کر وہ ٹیرس پر آگیا تھا۔ موسم بدل رہا تھا۔ ماحول میں خنکی سی چھائی ہوئی تھی مگر اسے خبس کا احساس ہو رہا تھا۔ ٹیرس پر کھلی ہوا میں آکر اب وہ مہر کی کچھ دیر پہلے کہی باتوں کے زیر اثر سوچوں کے مختلف تانے بانے بن رہا تھا۔ کتنی دیر وہ اسکے شادی کے بعد کے رویہ کو سوچتا رہا تھا اور آج اسے واقع ہی اسکی غلطی نہیں دکھی تھی۔ اسکی اسے خوش کرنے کی کوششیں دکھائی دے رہی تھیں۔ اس رشتے کیلئے اسکی لگن محسوس ہوئی تھی۔ اپنے لیے اسکی الفت کا اچھوتا احساس جاگا تھا۔ اور پھر اپنے رویے کی بد صورتی بھی نظر آئی تھی۔ محبت کا دعویدار تو وہ تھا پھر کیسے اسکے حال دل سے انجان رہا تھا۔ نجانے کتنی بار اسکا دل توڑنے کا خطاوار بن بیٹھا تھا۔ تاسف کے ساتھ ندامت کا حصار بھی اسکے گرد بندھا تھا۔ تھک کر کمرے کی راہ لی تھی۔ جوں ہی دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تھا نظر بیڈ پر بیٹھی اس دشمن جان پر پڑی تھی جو آہٹ پر نگاہ اٹھا کر اسکی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔ اپنے پیچھے دروازہ بند کرتے وہ ٹھٹکا تھا ۔ متورم آنکھیں، سرخ ہوئی ناک اور آنسوؤں سے تر چہرے پر ڈھیلی سی چوٹی سے

All Rights Reserved by Novels lounge

نکل کر چھلکی چند لٹیں۔دوپٹہ بے دھیانی سے ایک طرف جھول رہا تھا۔وہ متوحش سا آگے بڑھا تھا۔

"کیاہوا ہانیہ! آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟"۔اسکا فکر مندانہ سا انداز اسکے آنسوؤں میں مزید روانی لے آیا تھا۔شاہ زر پریشان سا اس سے کچھ ہی فاصلے پر بیڈ پر بیٹھا رخ اسکی طرف موڑ گیا تھا۔

"ہانیہ پلیز کوئی تکلیف ہے تو بتائیں۔اس طرح روئے کیوں جارہی ہیں؟"۔اسے لگا تھا اسکی طبیعت خراب ہے شاید۔وہ بے بسی سے اسے روتا دیکھ رہا تھا اور یہ رونا دل پر بڑا گراں گذر رہا تھا۔اسکی بات سن کر وہ بل کھا کر رہ گئی۔پانیوں سے بھری جھیل آنکھوں سے اس بے دردی کو دیکھا تھا جو درد بھی خود دیتا تھا اور پھر انجان اتنا تھا کہ وجہ جاننے پر بھی بضد تھا۔اسے لگا تھا پہلی بار وہ اس کے سامنے اپنا ضبط کھو دے گی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"تکلیف مجھے نہیں آپکو ہے۔ میری ذات سے، مجھ سے جڑی ہر بات سے۔ آپ ہوتے کون ہیں میرے بارے میں اس طرح سے سوچنے والے۔ خود ہی مفروضے قائم کیے اور خود ہی انکی تصدیق بھی کر ڈالی۔ مجھ سے پوچھنا تو در کنار ایک بار بات کرنا تک گوارہ نہیں کیا"۔ وہ غصے سے جیسے بھری بیٹھی تھی بس موقع کی تلاش میں تھی اور یک دم کسی بپھری ہوئی شیرنی کی طرح دھاڑتی بات کرتے ہوئے بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اسکا چہرہ بھلے تر تھا مگر لفظوں میں کہیں نمی کا شائبہ تک نہ تھا۔ مضبوط متوازن لہجہ۔ سارا وجود غم و غصے کی شدت سے ہانپ رہا تھا۔ شاہ زر چھٹی بے یقین آنکھوں سے اسکا یہ مرنے مارنے والا روپ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ لمحے کے ہزارویں حصے میں اسے احساس ہوا تھا وہ اسکی اور مہر کی باتیں سن چکی ہے۔ ایک گہرا سانس خارج کرتے اس نے اپنے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑا تھا۔

"ہانیہ میری بات سنو! پلیز بیٹھ جاؤ آرام سے۔ ہم اس بارے میں بات کر لیتے ہیں "۔ خود کو پر سکون کرتا وہ مفاہمت کے انداز میں ہاتھ کھڑے کرتے اک پل میں

http:/www.novelslounge.com
All Rights Reserved by Novels lounge

"آپ" سے "تم" تک کا سفر طے کرتے اسے دیکھتا کہہ رہا تھا۔ جو شعلہ بار نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔

"نہیں شاہ زر حیات۔ شادی کے بعد سے لے کر آج تک میں صرف آپ کی ھی سنتی آئی ہوں یہ سوچ کر کہ آپکو اس رشتے کو قبول کرنے کے لیے وقت درکار ہے۔ یہ سب جتنا اچانک ہوا ہے آپکو سنبھلنے کے لیے موقع نہیں ملا۔۔ اور میں آپکو وہی سپیس دے رہی تھی۔ کتنی بیوقوف تھی نا میں جان ھی نہیں پائی کہ آپ کے تو ذہن و دل میں کچھ اور ھی چل رہا ہے"۔ کچھ اور بری طرح ضبط کھوتی ہچکیوں سے روتی وہ زمین پر دوزانو بیٹھتی چلی گئی۔ شاہ زر سے کچھ دیر بھی اسکا یوں رونا بلکنا برداشت نہیں ہوا تھا۔ اس لڑکی کو اس نے خود سے بڑھ کر چاہا تھا۔ وہ اسکی آنکھ میں ایک آنسو دیکھنے کا روادار نہیں تھا کجا ان آنسوؤں کا باعث بننا۔ خود کو لعن طعن کرتا وہ اٹھا تھا اسکے پاس جا کر جھکتے اسے دونوں شانوں سے تھام کر مقابل کھڑا کیا تھا۔ نمکین پانیوں سے لدی وہ پلکیں اور بھیگے ہوئے گال۔ کبھی وہ چہرہ اسکے لیے اک خوبصورت خواب ہوا کرتا تھا جو

All Rights Reserved by Novels lounge

قدرت کی مہربانی سے آج حقیقت کا روپ دھارے اسکے مجسم روبرو کھڑا تھا۔ نرمی سے اسکے گرد بازو کا حصار کھینچتے اسکے کانپتے وجود کو خود سے لگایا تھا اور وہ اسکے شانے پر سر رکھے آنسو بہاتی اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی تھی۔

"آپ نے غلط کیا شاہ زر۔ صرف ایک بار۔۔۔۔ ایک بار تو مجھ سے بات کی ہوتی۔ مجھ سے پوچھا تو ہوتا۔ دنیا کا ہر قانون ملزم کو سزا سنانے سے پہلے صفائی کا ایک موقع دیتا ہے۔ آپ نے تو مجھے یہ حق بھی نہیں دیا"۔ وہ لڑ جھگڑ کر تھک گئی تھی شاید۔ نیم سرگوشی میں رندھی ہوئی آواز کے ساتھ وہ اسی کی پناہ میں کھڑی اسی کے مظالم پر شکوہ کناں تھی۔ اسکے اتنے مان بھرے انداز نے شاہ زر کے دل کی دنیا اتھل پتھل کی تھی۔ نرمی سے اسے خود سے الگ کرتے اسکا من لبھاتا چہرہ دیکھا تھا۔ رخ روشن پر آئی چند آوارہ لٹیں جو کچھ دیر پہلے کی طوفانی بارش میں اسکے گالوں پر چپک گئی تھیں انھیں احتیاط سے پیچھے کرتے اپنے لبوں کی پہلی مہر اسکی بے داغ پیشانی پر ثبت کی تھی

All Rights Reserved by Novels lounge

۔ہانیہ نے آنکھیں بند کر کے دل کی گہرائی تک اس لمس کی مہربان تاثیر کو اترتا محسوس کیا تھا۔ محبوب کی ایک نظر التفات سے ھی دل کی وادی میں اگے سبھی خفگی و ناراضگی کے خاردار کانٹے یک دم نکلتے چلے گئے تھے اب وہاں اسکی چاہتوں کے خوش رنگ و بو گلاب مہک رہے تھے۔ وہ بھی صرف اور صرف شاہ زر حیات کے لیے۔ وہ انمول محبتوں کا حقدار ٹھہرایا گیا تھا۔

"اگر اس وقت پوچھ لیتا تو پھر یہ کیسے پتہ چلتا کہ مجھ سے کترائی کترائی سی رہنے والی ہانیہ منصور حیات مجھ سے دیوانوں کی طرح عشق کرتی ہے"۔ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیے وہ شرارت سے پر انداز میں کہہ رہا تھا۔ دل کی دنیا میں سے غلط فہمی و بدگمانی کے بادل چھٹے تھے تو خوشگواریت کا احساس رگ و پے میں طمانیت کی لہر دوڑا گیا تھا ۔کچھ دیر پہلے غصہ کرتی، لڑتی اور پھر محبت بھرا شکوہ کرتی ہانیہ اسے بنا اعتراف محبت کیے ھی اسے جیت گئی تھی۔ رویے ہمارے کہے الفاظ سے زیادہ اثر پزیر ہوتے ہیں بس انھیں محسوس کرنے والا دل ہونا چاہیے۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"جی نہیں کسی خوش فہمی میں مت رہیے گا۔ آپ سے محبت ہانیہ منصور حیات نے نہیں بلکہ ہانیہ شاہ زر حیات نے۔۔۔"۔ اسکے ہاتھوں کو آہستگی سے جھٹک کر وہ تڑخ کر کہتی اسکی تصحیح کر رہی تھی جب اسکی پر شوق جذبے لٹاتی آنکھوں کی بڑھتی چمک اور ہونٹوں پر کھلتی فاتح مسکراہٹ نے اسے یک دم خموش کروا دیا تھا۔ (کتنے گھنے ہیں یہ اللہ۔ میں ایویں ھی اتنا معصوم سمجھ رہی تھی۔ کیسے چالاکی سے خود تو ایک لفظ بھی نہیں کہا اور مجھ سے ببانگ دہل اظہار محبت بھی کروالیا)۔ وہ جی جان سے خجل ہوئی تھی۔

ہانیہ کا یہ اعتراف اسے اندر روح تک سرشار کر گیا تھا۔ کتنا دلفریب احساس تھا وہ تہی داماں نہیں رہا تھا۔ محبت پا کر بھی نامراد نہیں رہا تھا اگر اس نے ہانیہ کو بنا کسی مطلب کے چاہا تھا تو بدلے میں اسکی بے لوث محبت کا حقدار بھی ٹھہرا تھا۔

"ایسے نا سہی ویسے سہی۔ مگر محبت تو کرتی ھو نا؟۔ بازو سینے پر باندھ کر اسکے چہرے کے خفا تاثرات کو محظوظ نظروں سے تکتا وہ اسے چھیڑ رہا تھا اور وہ چڑ بھی گئی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"ہاں کرتی ہوں محبت۔ لیکن آپ کی طرح بزدل نہیں ہوں۔ اتنی ہمت رکھتی ہوں کہ اس کا اظہار بھی کر سکوں نا کہ سات پردوں میں چھپائے رکھوں"۔ گردن اکڑا کر شان بے نیازی سے کہتی وہ آخر میں اس پر چوٹ کر گئی۔ شاہ زر کو اسکا دوبدو جواب دیتا یہ انداز بڑا پیارا لگا تھا۔ لب اسے دیکھ مسکائے جا رہے تھے۔

"آج پتہ چل رہا ہے طاہرہ چچی کی بیٹی ہو"۔ مسکراہٹ دبا کر اسکی جانب ذرا جھک کر رازدارانہ لہجے میں بتایا تو اسکی اس شوخی پر ہانیہ نے اسے گھورا تھا۔

اسکا ہاتھ تھام کر وہ اسے لیے بیڈ پر بیٹھا تھا۔ ہانیہ نے بھی کوئی مزاحمت نہیں کی تھی ۔ آرام سے اسکے پہلو میں ذرا سے فاصلے پر بیٹھتی چلی گئی۔ اسکا ہاتھ شاہ زر کے ہاتھ میں مقید تھا۔ وہ ترچھا رخ کیے اسکی طرف دیکھتا سنجیدہ ہوا۔

"میں بزدل نہیں ہوں ہانیہ۔ نہ ہی مجھے تم سے محبت پر کبھی کوئی شرمندگی ہوئی ہے ۔ بس حالات ایسے تھے کہ میں چاہ کر بھی اس محبت کو پانے کا متقاضی نہیں ہو سکتا

All Rights Reserved by Novels lounge

تھا۔سب کے سرد رویے میرے جذبات پر اوس ڈالتے چلے گئے۔اور پھر تمہارے انداز بھی تو اتنی بے گانگی لیے ہوتے تھے کہ کبھی ہمت ہی نہیں پڑی" آہستگی سے کہتے خفیف سا ہنستا وہ رکا۔

"بخدا میں نے کبھی آپ کے یا ماما کے بارے میں کچھ غلط نہیں سوچا شاہ زر۔ہاں آپ سے بات نہ کرنا ایک اختیاری عمل تھا میرا۔کیوں کہ امی کو پسند نہیں تھا میری آپ سے برتی نرمی انھیں آپ پر اور طنز کرنے کا موقع دیتی جو میں نہیں چاہتی تھی ابو آپ سے بہت پیار کرتے ہیں پھر میں کیسے آپ سے نفرت کر سکتی تھی اور جہاں تک بات ہے میری اور ابرار کی منگنی کی تو وہ ہماری منگنی کے بعد ایک بار بھی پاکستان نہیں آئے ۔نہ ہی میرا ان سے کوئی رابطہ تھا جو کوئی دلی لگاؤ ہوتا۔ویسے بھی میرا ماننا ہے اصل محبت تو شادی کے بعد ہوتی ہے جہاں ایک دوسرے کی خوبیوں خامیوں کے ساتھ دو لوگ ایک دوسرے کو اپناتے ہیں"۔وہ ہراساں نظروں سے اسے دیکھتی توجیہی پیش کر رہی تھی۔مزید کسی غلط فہمی کی وہ اب متحمل ہو بھی نہیں سکتی تھی۔شاہ زر اسکے

All Rights Reserved by Novels lounge

صفائی دیتے انداز پر مسکرا دیا۔ کتنا پیارا دل تھا اسکا۔ بیک وقت سب کی پرواہ کرنے والا ۔اور اس نے کیا کیا سوچتے خود کو بھی اور اسے بھی اذیت میں مبتلا کیے رکھا۔

" آئی ایم سوری۔ میں زیادتی کر گیا تمہارے ساتھ۔ مگر میرا اللہ گواہ ہے ہانیہ میں صرف تمہاری خاطر یہ سب کر رہا تھا۔ میرے لیے تو اتنا ہی کافی تھا تم اب میری ہو ۔میری دسترس میں ہو۔ میری آنکھوں کے سامنے۔ مگر تم ہی اگر خوش نہیں ہوتی تو میری خوشی کیسے مکمل ہو سکتی تھی " وہ نادم تھا۔ معافی کا طالب۔ اور ہانیہ نے تو سرے سے اسے قصوروار جانا ہی نہیں تھا پھر کیا معافی اور کیا تلافی۔ مگر اسے تنگ بھی تو کرنا تھا۔ اسے کتنا ستایا تھا اب اتنا حق تو اسکا بھی بنتا تھا۔

"سوچوں گی اس بارے میں "۔ گردن تان کر احسان کیا گیا تھا شاہ زر سر کو ہلکا سا ہلاتا مسکرا کر ہلکا پھلکا ہو گیا۔ اسکے انداز ناراضگی والے تھے ہی کب۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"ایک بات تو بتائیں۔ماما کیسے ملی آپکو؟"۔اتنے دنوں سے تجسس تھا یہ جاننے کا آج پوچھ ہی ڈالا شاہ زر نے منہ بنا کر اسے دیکھا۔اچھے خاصے رومینٹک ماحول میں اسے یہ پوچھنے کی یاد آئی تھی۔

"امیریکہ سے واپس آنے کی واحد وجہ یہی تھی۔مجھے ماما کو تلاش کرنا تھا۔پچھلے دو سال سے یہی تو کر رہا ہوں۔ہر وہ جگہ چھان ماری جہاں انکے ہونے کی ذرا بھر بھی امید تھی ۔انکی پرانی رہائش گاہ بھی گیا جہاں انہوں نے آنکھ کھولی تھی مگر وہاں بھی سب نے لا علمی کا اظہار کیا۔ماما کے شادی کرنے پر ان کے رشتے دار نالاں تھے مجھے بھی خوب کھری سنائی سب نے۔پھر بابا کے ایک دوست کو تلاشا جو انکے نکاح میں گواہ بھی تھے ۔شادی کے بعد جب بابا کو گھر سے نکال دیا گیا تھا تب بھی خالد انکل نے انکی بہت مدد کی۔مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ بیرون ملک چلے گئے۔انکا پتہ لگنے میں وقت لگ گیا۔بابا کے جانے کے بعد ماما انکے پاس ہی گئیں تھیں اور پھر انکی توسط سے ہی اس دارالامان میں پہنچیں۔مما مانے جان بوجھ کر ایک چھوٹے شہر کو ترجیح دی تھی تا کہ چاچو انکو تلاش نہ

All Rights Reserved by Novels lounge

کر سکیں۔وہ نہیں چاہتی تھیں انکے لیے خاندان میں کوئی دشواری پیدا ھو"۔آہستہ سی آواز میں سامنے دیکھتے وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولتا گیا۔ہانیہ غور سے اسکا چہرہ دیکھتی وہ پوری توجہ سے اسے سن رہی تھی۔جو پہلی بار اسکو یوں اتنا بولتا سن رہی تھی۔

"بس یا اور کچھ بھی پوچھنا ہے ؟"۔اب وہ پوری طرح اسکی طرف گھوم کر مڑا اسے دیکھتا سادگی سے استفار کر رہا تھا مگر اس سادگی کے پیچھے چھپی شوخی ہانیہ کو جزبز کر رہی تھی۔اس نے نظریں جھکاتے نفی میں سر ہلایا۔

"گڈ تو اب ہم اپنی بات کر سکتے ہیں۔تو کہاں تھا میں ؟۔ہاں غلط فھمی بھی دور ھو گئی اور معافی تلافی بھی ھو گئی تو تھوڑا آگے بڑھیں ؟"۔اسکا ہاتھ ہلکے سے دباتا وہ معنی خیزی سے مسکرایا۔ہانیہ سٹپٹائی تھی۔

"کس نے کہا معافی تلافی ھو گئی ہے ؟۔آپ نے ٹھیک سے سنا نہیں شاید۔میں نے کہا میں سوچوں گی"۔اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتی اسکی اپنے سراپے پر پھسلتی پر شوق

All Rights Reserved by Novels lounge

جذبوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے نگاہوں سے وہ گڑبڑا کر اپنا دوپٹہ صحیح کرتی اٹھی تھی۔شاہ زر نے بے چارگی سے کان کی لو مسلی۔

" چلو معاف نا کرنا جب تک دل کرے۔مگر پیار کرنے کا حق تو دے دو"۔بے باک نظریں اسے چھوئی موئی ہونے پر مجبور کر رہی تھیں۔اسے خفیف سا گھورا۔کچھ دیر پہلے تک تو جناب کی بے گانگی کی انتہا تھی اور اب شناسائیوں کی نئی تاریخ رقم کرنے کی تیاری میں تھے۔دل کی بے ربط ہوئی دھڑکن سے گھبرا کر وہ آگے بڑھی تھی۔شاہ زر پر سکون سا ٹانگیں نیچے کیے ہی بستر پر لیٹ چکا تھا۔

" کہاں چلی ؟۔جواب تو دیتی جاؤ"۔ گردن موڑ کر اسکو نظروں کے حصار میں رکھا تھا جواب وارڈروب کھولے کھڑی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"آپ کے کل کے لیے آفس کے کپڑے نکالنے"۔بنا مڑے جواب دیا اگلا سوال جان بوجھ کر نظر انداز کر گئی۔چہرے پر کھلے گلال نے ایک اور ہی طرح کی قوس و قزح کے رنگ بکھیر دیے تھے۔

"پر میرا تو کل آفس جانے کا کوئی ارادہ نہیں بلکہ میں تو سوچ رہا ہو آفس سے کچھ چھٹیاں لے لوں۔ہنی مون بھی تو ڈیو ہے ابھی۔کہیں گھومنے چلتے ہیں"۔کروٹ لے کر کہنی کے بل لیٹتا ہاتھ سر کے نیچے رکھے وہ سر اٹھا کر اسے دیکھتا دوستانہ انداز میں بے تکلفی سے منصوبہ بندی کر رہا تھا۔

"جی نہیں۔مجھے نہیں جانا کہیں بھی آپ کے ساتھ۔اتنے عرصے بعد سب کے دلوں کی کدورتیں ختم ہوئی ہیں۔یہاں رہ کر زیادہ مزا آئے گا نا کہ کہیں جا کر آپ کے ساتھ بور ہونے میں"بے مقصد کپڑے الٹ پلٹ کرتی وہ خود کو مصروف ظاہر کرتی اسے چڑانے کی غرض سے کہہ رہی تھی وہ اسکی جھجک سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔بے وجہ کی یہ بحث اسے مزہ دے رہی تھی۔

All Rights Reserved by Novels lounge

"خود سے ہی اندازے تو مت لگاؤ۔ بور تو بالکل نہیں کروں گا ہاں آزمائش شرط ہے ۔اچھا پاس تو آؤ اتنے دور سے شاید تمہیں میری بات ٹھیک سے سمجھ نہیں آرہی "۔ معنی خیزی سے کہتا وہ چہرے پر بڑی جاندار سی مسکراہٹ لیے ہاتھ آگے کیے اسے پاس آنے کی استدعا کر رہا تھا۔ الماری کا پٹ بند کرتے ہانیہ کی پلکیں ان گلنار عارضوں پر لرزی تھیں۔ شرمگیں سی مسکان کے ساتھ وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اسکی طرف بڑھی تھی جو منتظر تھا۔ ہر بڑھتا قدم ان کے درمیان موجود دوری کو مات دے رہا تھا ۔محبت اس پر مہربان ہوئی تھی تو ناشکری کی مرتکب وہ بھی نہیں ہوئی تھی۔ کچھ دیر سے ہی سہی محبت اپنا آپ منوانے میں فتح یاب ہوئی تھی۔ ہانیہ پر شکر ربی واجب تھا ۔تو شاہ زر نے بھی ایک عرصہ تپتی دھوپ کا سفر طے کرتے بہاروں کو پالیا تھا۔ آگے کا سفر خوبصورت تھا۔

ختم شد۔💖💖💖۔

All Rights Reserved by Novels lounge